arshia

سروشِ غیب

(تضمین)

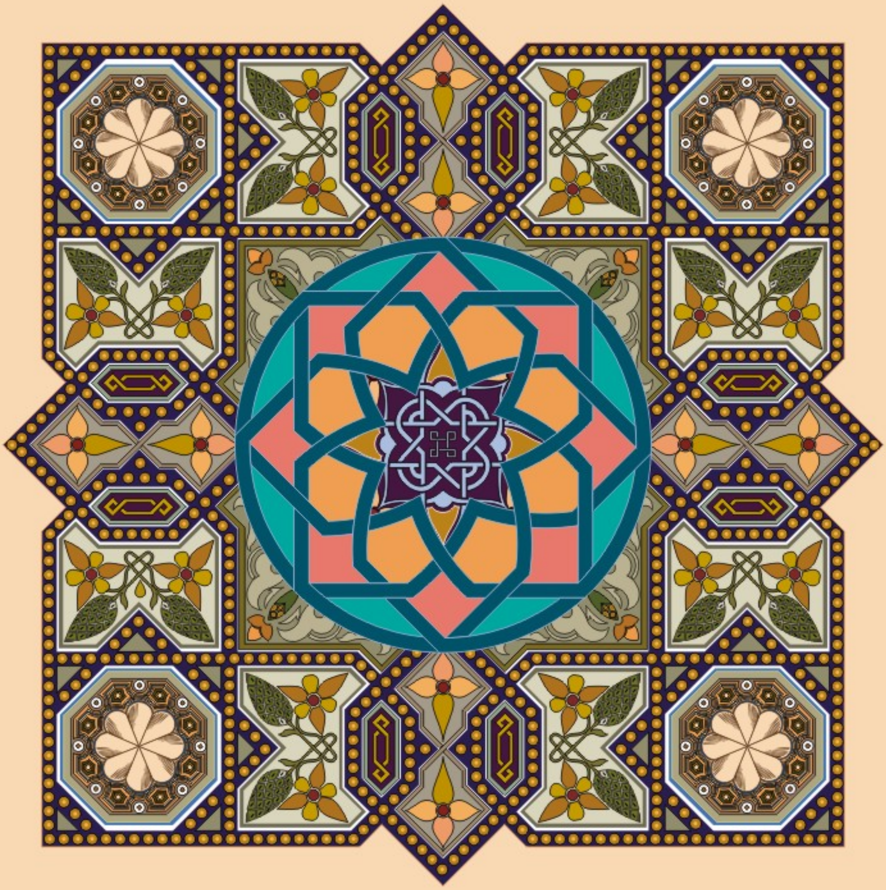

التفات امجدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سروشِ غیب

(تضمین)

التفات امجدی

خواہی کہ روشنت شود احوالِ سرِّ عشق
از شمع پرس، قصّہ ز بادِ صبا مپرس

باسمہٖ تعالیٰ

حق حق حق

سروشِ غیب

(تضمین)

التفات امجدی

دارالاشاعت خانقاہِ امجدیہ سیوان بہار

Saroshe-Ghaib
(Tazmeen)
by Dr. Iltefat Amjadi
1st Edition:2020
`300/-

© عشرت جہاں

نام کتاب : سروشِ غیب
مصنف : التفات امجدی
کمپوزنگ : عبدالوہاب قاسمی، 7631677978
سرورق : اظہار احمد ندیم
ناشر : دارالاشاعت خانقاہ امجدیہ سیوان
زیر اہتمام : عرشیہ پبلی کیشنز دہلی

رابطہ : Dr. Iltefat Amjadi
Khanquah Amjadia
Station Road, Siwan 841226(Bihar)
Mob : 9934497795-9708188355
Email : iltefatamjadi95@gmail.com

ملنے کے پتے

- دارالاشاعت، خانقاہ امجدیہ، سیوان بہار۔841226 — +91 9934497795
- مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔6 — 011-23260668
- کتب خانہ انجمن ترقی اردو، جامع مسجد، دہلی — 011-23276526
- راعی بک ڈپو، 734، اولڈ کٹرہ، الہ آباد — +91 9889742811
- ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ — +91 9358251117
- بک امپوریم، اُردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ۔4 — +91 9304888739
- کتاب دار، ممبئی — +91 9869321477
- ہدیٰ بک ڈسٹری بیوٹرس، حیدرآباد — +91 9246271637
- مرزا ورلڈ بک، اورنگ آباد — +91 9325203227
- عثمانیہ بک ڈپو، کولکاتہ — +91 9433050634
- قاسمی کتب خانہ، جموں توی، کشمیر — +91 9797352280
- امرین بُک ایجنسی، احمد آباد، گجرات — +91 8401010786

arshia publications
A-170, Ground Floor-3, Surya Apartment, Dilshad Colony, Delhi - 110095 (INDIA)
Mob: +91 9971775969, +919899706640 Email: arshiapublicationspvt@gmail.com

بقیۃ السلف، کریم النفس، عرفاں مآب

استاذی حضرت پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ مدظلہ العالی

سجادہ نشین خانقاہ چشتیہ نظامیہ، شاہ ٹولی، داناپور پٹنہ

کے نام

اگر ز خونِ دلم بوی عشق می آید

عجب مدار کہ ہمدرد نافۂ ختنم

فہرست

■	تقدیم:	مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری	11
■	تاریخِ انطباع:	پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ	26

مالک الملک لاشریک لہٗ	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	27
یارسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	29
زینتِ یٰسیں توئی زیبایشِ طٰہٰ توئی	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	31
اے برسرِ بازارت صد خرقہ بہ زنّارے	حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ	33
برسریرِ دل شاہم شوکتِ گدا ایں است	حضرت شیخ سعدیؔ شیرازیؒ	35
نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم	حضرت مخدوم عثمانؔ مروندیؒ	37
امروز شاہِ شاہاں مہماں شدا ست مارا	حضرت علاؤالدین احمدؔ صابر کلیریؒ	39
اگر بینم شبِ ناگہ من آں سلطانِ خوباں را	حضرت شاہ بوعلی شرفؔ قلندر پانی پتیؒ	41
صنمارہِ قلندر سزدار بمن نمایی	حضرت شیخ فخرالدین عراقیؔؒ	43
نمی دانم چہ منزل بود شب جاے کہ من بودم	حضرت امیر خسروؔؒ	45
اے چہرۂ زیباے تو رشک بتانِ آذری	حضرت امیر خسروؔؒ	47
زحالِ مسکیں مکن تغافل ورائے نیناں بنائے بتیاں	حضرت امیر خسروؔؒ	49
بہ خوبی ہم چو مہ تابندہ باشی	حضرت امیر خسروؔؒ	51

چشمِ مستے عجبے زلفِ درازے عجبے	حضرت امیر خسروؒ	53
آمادہ بہ قتلِ من آں شوخ ستم گارے	حضرت امیر خسروؒ	55
کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست	حضرت امیر خسروؒ	57
دی شب کہ می رفتی بتارو کردہ از ما یک طرف	حضرت امیر خسروؒ	59
بے کارم وبا کارم چوں مد بہ حساب اندر	حضرت مولانا نصیرالدین چراغ دہلویؒ	61
اے خسروِ خوباں نظرے سوے گدا کن	حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ	63
بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعارا	حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ	65
دل می رودز دستم صاحب دلاں خدارا	حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ	67
منم کہ گوشۂ مے خانہ خانقاہِ من ست	حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ	69
منم ادنا ثنا خوانِ محمدؐ	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	71
جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	73
تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یارسول اللہ	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	75
زرحمت کن نظر برحالِ زارم یارسول اللہ	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	77
چوں ماہ درارض وسما، تاباں توئی تاباں توئی	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	79
زشوکت جاں بلب آمد تمامی	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	81
تو سلطان صاحب سریر آمدی	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	83
بے نشانست کز و نام ونشاں چیزے نیست	حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ	85
مرحبا سیّد مکّی مدنی العربی	حضرت حاجی محمد جان قدسیؒ	87
خواجہ خواجگاں معین الدینؒ	حضرت شاہ نیاز احمد چشتی بریلویؒ	91
یا شفیع المذنبیں حالم ببیں	حضرت شاہ ابوالحسن فرد پھلوارویؒ	94

دو عالم بکاکل گرفتار داری	حضرت شاہ عزیز صفی پوریؒ	96
جمالِ خویش می بینم بہر بازاری رقصم	حضرت مولانا سید شاہ تصدق علی اسدؔؒ	98

اردو

ارض وسما کہاں تیری وسعت کو پا سکے	حضرت خواجہ میر دردؔ دہلویؒ	101
خبرِ تحیّر عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی	حضرت سراجؔ اورنگ آبادی	103
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	میرزا محمد رفیع سوداؔ	105
ہستی اپنی حباب کی سی ہے	حضرت میر تقی میرؔ	107
عشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو	حضرت شاہ نیازؔ چشتی بریلویؒ	109
سمجھتا ہے اس کو خدا ے محمدؐ	شیخ غلام ہمدانی مصحفیؔ	111
کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں	انشاء اللہ خاں انشاؔ	113
بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی	بہادر شاہ ظفرؔ	115
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	محمد ابراہیم ذوقؔ دہلوی	117
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا	مرزا اسد اللہ خاں غالبؔ	119
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	حکیم مومن خان مومنؔ	121
آئی نسیمِ کوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم	بیدمؔ شاہ وارثی	123
عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوے رسول	بیدمؔ شاہ وارثی	125
کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰؐ	نواب مرزا خان داغؔ دہلوی	127
کہاں گلشن کہاں روے محمدؐ	حضرت شاہ آسیؔ غازی پوری	129
ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں	مولانا الطاف حسین حالیؔ	131
اے بے نیاز مالک ہے نام تیرا	شاہ اکبرؔ داناپوری	133

ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم	حضرت شاد عظیم آبادی	135
دلا لے چل ہمیں سوئے محمد	اکبر الہ آبادی	137
ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے	اکبر الہ آبادی	139
آج فخر رحمۃ للعلمیں پیدا ہوئے	مولانا سید تصدق علی اسد	141
تو ہی خاتم نبوت ہے تو ہی خاتم رسالت کا	مولانا سید تصدق علی اسد	143
خودی کا سرِ نہاں لا الٰہ الا اللہ	علامہ محمد اقبال	145
لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب	علامہ محمد اقبال	147
وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی	علامہ محمد اقبال	149
کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں	علامہ محمد اقبال	151
گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر	علامہ محمد اقبال	153
چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے	مولانا حسرت موہانی	155
اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا	فانی بدایونی	157
جان کر من جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے	جگر مراد آبادی	159
سلام اے آمنہ کے لال اے محبوب سبحانی	حفیظ جالندھری	161
گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے	فیض احمد فیض	163
نگری نگری پھرا مسافر گھر کا رستہ بھول گیا	میرا جی	165
غمِ عاشقی سے کہہ دو رہِ عام تک نہ پہنچے	شکیل بدایونی	167
ہم ہیں متاعِ کوچہ و بازار کی طرح	مجروح سلطان پوری	169
کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا	ابن انشا	171
داغ گنہ کو دھولے جی چاہے جس کسی کا	شاہ عبد الوحید فرنگی محلی	173
دعا		175

تقدیم

مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری

زیرِ نظر کتاب ''سروش غیب'' ڈاکٹر التفات امجدی کی تضمینوں پر مشتمل ہے۔ اس مجموعۂ کلام پر گفتگو سے پہلے شاعر و مرتب کا تعارف ضروری ہے، اگر چہ شاعر عزیز علم وادب کے میدان میں اپنا ایک مقام بنا چکے ہیں اور مزید کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں لیکن جب اس حسین گلدستۂ تضمینات پر کچھ لکھنے کا موقع آیا ہے تو ایک تعارف ضابطہ کی پابندی بھی ہے اور اعتراف وقدر دانی کے ساتھ خیال خاطر احباب بھی۔

عزیز موصوف پیشے سے ڈاکٹر ہیں یعنی، بی یو ایم ایس، میں گریجویٹ ہیں اور اسی شعبے میں ملازم ہیں۔ اور اردو میں پوسٹ گریجویٹ کر رکھا ہے۔ التفات امجدی صاحب، اصلاً رباعی کے شاعر ہیں جو صنف سخن میں ایک نازک اور مشکل فن ہے لیکن انھوں نے اس فن میں بڑی مہارت حاصل کی ہے۔ اس وقت کے رباعی گو شعرا میں التفات کو ممتاز مقام ملنا چاہیے۔ ان کی رباعیات کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں انھوں نے اپنے کمال فن کا ثبوت دیا ہے۔ اور اب تضمین کے میدان میں ان کی ترک تازیوں کا یہ نمونہ ''سروش غیب'' سامنے آیا ہے جس پر ہمیں گفتگو کرنی ہے۔

التفات کی ہر میدان میں کامیاب شاعری ان کی ''امجدی'' نسبت کی بنا پر ہے۔ ہم وابستگان سلف صالحین وصوفیائے کاملین، عارفانہ وصوفیانہ نسبتوں کو اہمیت دیتے ہیں۔

اگر چہ اس کو اس دور جدید میں ردو قدح کا سامنا ہے اور اس پر دقیانوسیت کا طعنہ ہے مگر کیا کریں کہ ان نسبتوں کے بغیر کام بھی نہیں چلتا اور نسبتوں کے بغیر تعارف بھی مکمل نہیں ہوتا خواہ وہ وطنی ہو خواہ لسانی۔ قرویت سے جڑی نسبت ہو یا مدنیت سے، تصوف وطریقت کی نسبت ہو یا علم وحکمت کی۔ کہیں نہ کہیں کوئی کڑی ٹوٹتی محسوس ہوتی ہے اگر نسبت مفقود ہو جائے۔ کہہ سکتے ہیں کہ بہت ساری نسبتوں میں گھرا بندۂ عاجز کس کو مقدم رکھے کس کو موخر۔ کسی کہنے والے نے اچھا کہا

کسی نے لی رہ کعبہ کوئی گیا سوئے دیر
پڑے رہے ترے بندے مگر ترے در پر

ایک طبقے نے ربّانی نسبت اختیار کر لی جو حقیقت میں طریقت کی نسبت ہے اس کا تعلق دنیا سے بھی ہے اور آخرت سے بھی، اس کا ایک سرا اگر سالک کے ہاتھ میں ہے تو دوسرا سرا ، مرشد الاولین والآخرین شیخ الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن عظمت سے وابستہ ہے۔ التفات امجدی کی نسبت، سلسلۂ چشتیہ صابریہ کے ایک عارف باللہ حضرت سید شاہ امجد علی چشتی صابری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۲۸ھ) سے ہے جو مین پوری (یو پی) سے آکر شمالی بہار کے شہر علی گنج سیوان میں ارشاد و تربیت میں مشغول ہوئے۔ التفات امجدی کے آبا و اجداد کو ان ہی سے سلسلۂ چشتیہ صابریہ میں ارادت تھی۔ سلسلۂ چشتیہ صابریہ کی یہ خانقاہ ۱۸۹۲ء میں حضرت شاہ امجد علی اور ان کے خلیفہ ومجاز اور خصوصی تربیت یافتہ مولانا سید شاہ تصدق علی اسد رحمہما اللہ کے ذریعہ قائم ہوئی۔

ڈاکٹر التفات، سید شاہ تصدق علی سلطان اسد چشتی صابری کی چوتھی پشت میں پوتے ہیں۔ حضرت شاہ تصدق علی عالم و عارف تھے، اپنے مرشد کے بعد ان کے مسند ارشاد پر بیٹھے، وہ ''پروالے شاہ صاحب'' سے بھی مشہور تھے، اس کا سبب یہ تھا کہ ابتدائی

دور میں وہ حصول معاش کے لیے پرندوں کے پروں کی تجارت کرتے تھے۔ان سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اشاعت ہوئی،شمالی بہار میں وہ ایک ممتاز شیخ طریقت کی حیثیت سے بڑے مقبول تھے اورانھوں نے سلسلہ کی برکات کوآگے بڑھایا۔شاہ تصدق علی اسد،حضرت امام جعفرصادق کی اولادمیں تھے۔ان کا وطن میرٹھ تھا،خاندانی روایت کے مطابق ان کے ابا واجدادغزنی (افغانستان) سے سلطان محمودغزنوی کے ساتھ ہندستان آئے تھے اور مختلف شہروں قیام پذیر ہوتے ہوئے میرٹھ میں مستقل اقامت گزیں ہوئے۔سید شاہ تصدق علی کسب معاش کے لیے سفر کرتے رہتے تھے،اپنے دینی مزاج اور خاندانی رجحان کے مطابق کسی باکمال شیخ کی طلب بھی ان کے دل میں رہتی تھی،ان ہی مقاصد کے لیے سفر کرتے ہوئے جب وہ سیوان پہنچے تو یہاں ان کو حضرت شاہ امجد علی جیسا مرشد کامل اور طبیب روحانی مل گیا تو انھوں نے سیوان کو ہی اپنا مستقر بنالیا اس طرح شمالی بہار میں سلسلہ چشتیہ کی ایک شاخ قائم ہوگئی،یہ سلسلہ،حضرت مخدوم شیخ احمد عبدالحق ردولوی صاحب توشہ قدس سرہ کے واسطے سے قدوسی صابری سلسلہ ہے۔

سید شاہ تصدق علی اسد رحمہ اللہ نے سالکوں کی تربیت واصلاح کے ساتھ تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔عرفان وتصوف میں ان کی کئی ضخیم تصنیفات ہیں جو خانقاہ امجدیہ سے شائع ہوچکی ہیں،تصنیفات اردو میں ہیں،ان کتابوں کے نام یہ ہیں ارشاد الاعظم المعروف بہ جلوۂ حقیقت۔سرّ ہستی۔کاسۂ عشق۔وغیرہ۔شاہ تصدق علی اسد،شعر وسخن کا بھی اعلی مذاق رکھتے تھے،فارسی واردو میں ان کے عارفانہ کلام ہیں،اسد تخلص کرتے تھے، کہا جاتا ہے کہ ان کے مرشد نے ان کو اسد کا لقب دیا تھا۔۱۳۴۷ھ (۱۹۲۹ء) میں انھوں نے وفات پائی۔خانقاہ کے احاطے میں اپنے پیرومرشد کے قریب پائتی میں مدفون ہوئے۔ ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادہ حکیم سید شاہ خورشید علی چشتی صابری ۱۳۹۴ھ

(۱۹۷۴ء) جانشین ہوئے۔

ڈاکٹر سید التفات امجدی، اسی خانوادۂ تصوف کے چشم و چراغ ہیں۔ حکیم سید شاہ خورشید علی رحمہ اللہ کے حفید سعید ہیں اور حضرت سید شاہ صغیر احمد امجدی ۱۴۲۳ھ (۲۰۰۲ء) کے فرزند ہیں۔ فیضان نسبت سے چشتی صابری ہیں، صوفیانہ مزاج رکھتے ہیں، بزرگوں سے ان کو عقیدت ہے، تہذیب و شائستگی کا پیکر ہیں، خوش خلق و خوش طبع ہیں، مزاج میں تواضع و انکسار ہے، ان کی تمام خوبیاں اسی دینی و علمی ماحول کا نتیجہ ہیں جہاں انھوں نے نشو و نما پائی اور اپنے بزرگوں کے فیضان نظر سے اس وقت شعر و سخن کی دنیا میں معروف ہیں۔ اپنے استاذوں کی شفقت و محبت کے معترف ہیں، ادب میں ان کے کئی استاد ہیں جن کی توجہ سے انھوں نے اپنی شاعری کو سنوارا اور جن کی ادبی اصلاح سے ان کے شعر و سخن کی فطری صلاحیتوں نے جلا پائی، شاید اسی احساس کے تحت انھوں نے اپنے استاد اور معروف ادیب و شاعر، معروف اہل قلم جناب سید شاہ طلحہ رضوی برق سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ نظامیہ، دانا پور کے نام اس کتاب کا انتساب کیا ہے۔

''سروش غیب'' میں فارسی اور اردو دونوں کلام پر تضمینیں ہیں۔ فارسی کے زیر تضمین کلام ۳۵ ہیں۔ اردو کے زیر تضمین کلام کی تعداد ۳۷ ہے۔ فارسی اشعار پر اردو میں بھی تضمینیں کہی گئی ہیں اور فارسی میں بھی۔ فارسی تضمینوں میں اس بات کا التزام نہیں کیا گیا ہے کہ ہر شعر کی تضمین فارسی ہی میں ہو، ایک ہی غزل کے کسی شعر پر اردو تضمین ہے اور کسی شعر پر فارسی تضمین ہے۔

تضمین کے لیے فارسی و اردو کی جن غزلوں اور نعتوں کا انتخاب کیا گیا ہے وہ مشہور و متداول ہیں، اہل سماع کے یہاں بھی مروج ہیں اور اہل ادب کے یہاں بھی متعارف ہیں۔ فارسی شعرا میں مولانا روم، خواجہ عثمان مروندی، بوعلی شاہ قلندر، حافظ، سعدی، خسرو، عراقی،

جامی، قدسی، نیاز، فرد، تصدق علی اسد، عزیز صفی پوری وغیرہ کے کلام پر تضمین کی گئی ہے۔

اردو شعرا میں مشہور متقدمین ومتاخرین شاعروں کے کلام کا انتخاب ہے مثلاً میر، درد، سودا، مومن، ذوق، غالب، انشا، داغ، مصحفی، شاد، اکبر (الہ آبادی ودانا پوری) اور اقبال وغیرہ کے مشہور کلام پر تضمین ہے۔ تضمین میں فیض، شکیل، میراجی اور ابن انشا کو بھی محروم نہیں کیا گیا ہے۔ بہرصورت یہ مجموعۂ تضمین، التفات امجدی کے حسن ذوق اور حسن معیار کا ثبوت ہے۔ چونکہ ان کا تعلق صوفی خاندان سے ہے اور وہ خود بھی اسیر طریقت و تصوف ہیں اس لیے ان کے اس انتخاب میں عارفانہ کلام زیادہ ہیں۔ اس کتاب سے تضمین نگار کی پسند اور رجحان کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ التفات کی تضمینیں کامیاب ہیں کیونکہ وہ تضمین کا فن جانتے ہیں، زبان وبیان اور طرز ادا پر دسترس رکھتے ہیں۔

تضمین مخمس بھی ہوتی ہے اور مثلث بھی، مخمس میں کسی شاعر کے ایک شعر پر تین مصرعہ لگاتے ہیں اس طرح ایک بند پانچ مصرعوں کا ہوتا ہے جبکہ مثلث میں ایک بند تین مصرعوں کا ہوتا ہے یعنی زیر تضمین شعر پر تضمین ایک ہی مصرعہ سے ہوتی ہے۔ سروش غیب میں مخمس تضمینیں ہیں، تضمین کے کچھ نمونے پیش کرتے ہوئے پہلے ہم فارسی اشعار پر کی گئی تضمین کا ذکر کریں گے، وہ تضمین کچھ فارسی میں ہے اور زیادہ اردو میں ہے۔ اس کے بعد خالص اردو غزلوں اور نعتوں ومنقبتوں کا جائزہ لیں گے کہ ان پر تضمین کتنی کامیاب ہے۔

فارسی کلام پر تضمین کا آغاز حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی حمد سے ہے (جو اصلاً مولانا روم کے اشعار ہیں)۔ حضرت کے حمدیہ کلام کا مطلع ہے

مالک الملک لا شریک لہ

وحدہ لا الہ الا ھو

اس پر تضمین کے تین مصرعے اللہ تعالی کی مالکیت حقیقی اور مالکیت عمومی کی

وضاحت کرتے ہیں

تیرا ہر گل تیرے ہی رنگ و بو　　تیرا میخانہ تیرے جام و سبو
زندگی کی رگوں میں تیرا لہو　　مالک الملک لا شریک لہ
وحدہ لا الہ الا ھو

اگر چہ تضمین کا تیسرا مصرعہ ''زندگی کی رگوں میں تیرا لہو'' تاویل چاہتا ہے، تاویل کے بغیر کام نہیں چلے گا۔ کیونکہ ذات باری تعالی کے لیے'' لہو'' کا لفظ الوہیت ذات کے منافی ہے۔

حضرت شمس تبریزی کے نام سے مولانا روم کا شعر ہے

عاشقاں جان ودل نثار کنند
بر در لا الہ الا ھو

مذکورہ شعر میں تضمین کے تینوں مصرعے سے محبت الہی کے نتیجے کو اس طرح نظم کیا گیا ہے کہ زیر تضمین شعر کے مضمون کی اچھی وضاحت ہو جاتی ہے:

تجھ پہ قربان سارے پست و بلند　　تو ہی ہر ذہن و دل میں بند
جلوہ تیرا ہی ہر نظر کو پسند　　''عاشقاں جان ودل نثار کنند''
''بر در لا الہ الا ھو''

شمس تبریزی اپنے اس شعر میں

صوفیاں گر بہشت می طلبند
ذکر شاں لا الہ الا ھو

صوفیوں کی عالی ہمتی کو بیان فرمارہے ہیں کہ وہ جنت کی طلب اس لیے نہیں کرتے کہ عافیت دائمی کے طالب ہیں بلکہ ان کے طلب جنت میں یہ خواہش پنہاں ہوتی

ہے کہ وہاں ان کو ذکر حق کا موقع دواما اور بے نہایت حاصل ہوگا جو دنیا میں ممکن نہیں۔اس پر تضمین عمدہ کہی گئی ہے:

باغ فردوس عاشقوں کی پسند   اس تصور سے وہ رہیں خرسند
اپنی ہمت رکھیں نہ کیوں وہ بلند   ''صوفیاں گر بہشت می طلبند''
''ذکر شاں لا الہ الا ھو''

فارسی نعتوں پر التفات کی فارسی تضمین بھی معیار ادب سے فروتر نہیں ہے، زیر تضمین شعر سے لفظی ومعنوی ہم آہنگی انھوں نے برقرار رکھی ہے۔فارسی تضمین کی کچھ مثال ہدیۂ ناظرین ہے

حضرت مولانا روم کی وہ نعت جس کا مطلع ہے

یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی

التفات نے اس پر حسب ذیل تضمین کہی ہے

اول وآخر توئی اعلا توئی بالا توئی   از پئے ما بے کساں ملجا توئی ماوا توئی
یا شفیع المذنبیں در حشر امید ما توئی   ''یا رسول اللہ حبیب خالق یکتا توئی''
''برگزیدہ ذوالجلال پاک بے ہمتا توئی''

اسی نعت کے تیسرے شعر پر زیادہ بہتر تضمین ہے، تین مصرعے زیر تضمین شعر سے بڑی مناسبت رکھتے ہیں:

نسل نوامروز ہم غرق مئے پخت و پزیست   بندۂ عاصی چو من ہم عاشق بنت رزیست
ذات مومن از برائے آزمایش مرکزیست   ''یا رسول اللہ تو دانی امت تو عاجزیست''
''عاجزان و بے کساں را رہبر و اعلا توئی''

حافظ کی مشہور غزل کے دوشعر کی تضمین ملاحظہ کریں، حافظ کا شعر ہے

اے خسرو خوباں نظر سوئے گدا کن

رحمے بہ من سوختۂ بے سرو پا کن

اس پر تضمین کے تین مصرعے شعر حافظ کے مضمون کی تفسیر کرتے ہیں

نو مید نیم از طرف چشم عطا کن بس وا تو در لطف و کرم از پئے ما کن

ہر چند کہ بہ شکستہ دلم آئی وجا کن ''اے خسرو خوباں نظر سوئے گدا کن''

''رحمے بہ من سوختۂ بے سرو پا کن''

دوسرے شعر کی تضمین میں تضمین کے مصرعے زیر تضمین شعر کے پہلے مصرعہ کو باعتبار مضمون وسعت دیتے ہیں اور یہ تضمین اچھی ہے

''در بزم طرب حسن بخارا و سمرقند بر اوج فراوانی الطاف خداوند

رخشندہ و شاداب رخ روشن و خرسند ''شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند''

''اے دوست بیا رحم بہ تنہائی ما کن''

فارسی اشعار پر اردو تضمین کہنے کا سلسلہ میر نے شروع کیا، میر کے یہاں مثلث اور مخمس دونوں کی مثالیں ملتی ہیں، اس کتاب سروش غیب میں التفات امجدی نے میر کا تتبع کیا ہے۔التفات کے اشعار مفاہیم و معانی سے ایسی ہم رنگی پیدا کرتے ہیں کہ ان کی اردو تضمین اصل فارسی شعر کا حصہ معلوم ہوتی ہے، مثلاً حضرت بوعلی شاہ قلندر کے شعر پر تضمین دیکھیں کتنی چست اور کتنی ہم رنگ معنی ہے

مرے جذبات کا محور عقیدت کا مری قبلہ حرم میرے تقدس کا مرے ایمان کا رشتہ

مری خاطر یہی سب کچھ ہے کوئے یار کا سجدہ ''بگرد کعبہ کے گردم کہ روئے یار من کعبہ''

''منم طواف میخانہ بوسم پائے مستاں را''

حضرت امیر خسرو کا مشہور شعر ہے

بہر قتلم چوں کشد تیغ نہم سر بہ سجود
او بہ نازے عجبے من بہ نیازے عجبے

حضرت خسرو کے اس شعر میں معشوق ومحبوب کے سامنے عاشق ومحبّ کے سر نگوں رہنے کا مضمون ہے کیونکہ خود سپردگی اور فنائیت ہی جذبات عشق کا حاصل ہیں، اس شعر پر تضمین کے دو مصرعے وحدۃ الوجود کا مضمون بیان کرتے ہیں لیکن تیسرا مصرعہ اپنے مضمون کے اعتبار سے اصل شعر کا حصہ معلوم ہوتا ہے

گرچہ ہیں ایک ہی شاہد ومشہود وشہود پھر بھی لگتا ہے کہ میں عبد ہوں وہ ہے معبود
زیر کرنا تو مجھے اس کو نہیں ہے مقصود ''بہر قتلم چوں کشد تیغ نہم سر بہ سجود''
''او بہ نازے عجبے من بہ نیازے عجبے''

فارسی اشعار میں اردو اشعار کا ایسا پیوند کہ دونوں زبانوں کا فرق باقی نہ رہے، التفات کے تضمین کی خوبی اور خصوصیت ہے۔ حضرت امیر خسرو فرماتے ہیں

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بہ جز دیدار نیست

التفات کو پڑھئے

کیوں پریشاں ہو رہا ہے میری خاطر اے طبیب کون تجھ کو لے کے آیا ہے یہاں میرے قریب
چاہئے ہجراں نصیبوں کو تو دیدار حبیب ''از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب''
''درد مند عشق را دارو بہ جز دیدار نیست''

خالص فارسی نعتوں پر التفات کی تضمینیں ایک خاص لطف ایک خاص لطف کی حامل ہیں اور ان اشعار پر تضمین کہنے میں ان کا قلم ذات رسالت کے ساتھ شیدائیت

اور والہانہ پن ظاہر کرتا ہے، التفات کی نعت گوئی کے جوہر دیکھئے اور تضمین کی مناسبت بھی ملاحظہ کیجئے۔

زمانے کو جس نے نظر سے سنوارا　　دیا بے سہاروں کو جس نے سہارا
نظر کی طلب ہے اسی کا نظارا　　"خوشا چشم کو دید آں مصطفیٰ را"
"خوشا دل کہ دارد خیال محمدؐ"

اسی کا تصورنظر دل میں ڈھالے　　کرے اپنی ہستی اسی کے حوالے
اسی کو عقیدت کی منزل بنالے　　"بود در جہاں ہر کسے را خیالے"
"مرا از ہمہ خوش خیال محمدؐ"

حضرت جامی ایک نعت میں فرماتے ہیں

چو سوئے من گذر آری من مسکیں زناداری
فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ

یعنی جب آپ میری طرف تشریف لائیں تو میں اپنی ناداری کے باعث آپ کی خدمت میں کچھ نذر کرنے کے لائق نہیں ہوں سوائے اس کے کہ یارسول اللہ آپ کے نقش قدم پر اپنی جان فدا کردوں۔ جامی کے اس شعر میں مضمون اور مقصد واضح ہے اور شعر مکمل ہے۔ تضمین میں تضمین نگار نے بارگاہ نبوی میں اپنی بے حیثیتی اور ناداری کے ذکر کے ساتھ تیسرے مصرعہ میں ایک نیا مضمون لاکر زیرِ تضمین شعر کا لطف بڑھا دیا ہے

مرے حصے میں آئی ہے غریبی اور ناداری　　پریشانی غم دوراں تفکر اور بے زاری
مگر پھر بھی ادھر ہے بہرِ خدمت پوری تیاری　　"چو سوئے من گذر آری من مسکیں زناداری"
"فدائے نقش نعلینت کنم جاں یارسول اللہ"

حضرت امیر خسرو کی مشہور غزل جس کی ترکیب فارسی اور ہندی الفاظ ومصرعہ

سے ہے، تضمین سے پہلے اس کے بعض اشعار کے املا اور تلفظ کو واضح نہیں کیا گیا ہے، مطلع کے پہلے مصرعہ اور مقطع کے دوسرے مصرعہ میں ''ورائے'' کا لفظ آیا ہے، سروش غیب میں اس کو اس طرح نقل کیا گیا ہے

زحال مسکیں مکن تغافل ورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تاب ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کائے لگائے چھتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فریب خسرو
سپیت منکہ ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کے کھتیاں

اس کلام پر تضمین موجود ہے لیکن تضمین سے بھی لفظ ورائے کا مفہوم واضح نہیں ہوتا، ''ورائے نیناں'' میں ورائے فارسی اور عربی میں مستعمل لفظ ہے ہندی نہیں ہے اور پوری غزل میں کسی فارسی لفظ کی ہندی کی طرف اضافت نہیں ہے، کہیں آدھے جملے فارسی آدھے جملے ہندی سے کام لیا گیا ہے اور کہیں پورا مصرعہ ہندی میں ہے اس لیے اس لفظ کو واو سے ورائے نہیں پڑھا جاسکتا کیونکہ اس سے شعر کا مفہوم بھی صحیح نہیں ہوتا۔ ہمارے یہاں یہ لفظ دال سے دُرائے پڑھا جاتا رہا ہے اور پرانی تحریر میں بھی دُرائے ہے، دور کے معنی میں، اس اعتبار سے مطلع کے پہلے مصرعہ کا معنی یہ ہوگا کہ نظروں سے دور گفتگو سے محروم مسکین کی حالت سے بے پروا نہ رہو۔ مقطع کے دوسرے مصرعہ میں ''سپیت منکہ دُرائے راکھوں'' میں لفظ دُرائے کو صحیح مان کر ترجمہ کریں تو یہ ترجمہ ہوگا کہ پیا کے پاس جاؤں تو اپنے دل کی بات کو دور رکھوں (یعنی عشق کا راز لوگوں پر ظاہر نہ کروں)

التفات اردو کے شاعر ہیں اور اساتذۂ سخن کے معروف اردو کلام پر تضمین میں انھوں نے شاعری کے خوب خوب جوہر دکھائے ہیں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں شعر وسخن میں جو کامل الفن ہیں، تضمین نگاری کے میدان میں ان کو متنوع مضامین مل سکتے ہیں اور زیر تضمین کلام کے

مضامین سے فائدہ اٹھا کر ان کے ادبی فکر کو بڑی وسعت حاصل ہو سکتی ہے کیونکہ زیرِ تضمین غزل کا ہر شعر ان کی توجہ اپنی طرف کھینچتا ہے بلکہ ان کو دعوت مبارزت دیتا ہے، یہ جولانگاہ شعر و سخن ''یاران نکتہ داں'' کے لیے ''صلائے عام'' ثابت ہو سکتی ہے۔ شاعر اگر اس احساس خودی سے باہر آجائے کہ دوسرے شاعروں کے مضامین پر تضمین سے اس کے اپنے مضامین کی ندرت مجروح ہوتی ہے، تو تضمین نگاری میں اس کی شاعری کے محاسن زیادہ کھلیں گے۔ یہ مجھ جیسے ادب کے ''معاملات'' سے ناواقف کا خیال ہے ''محرمان ادب'' کا اس سے اتفاق ضروری نہیں۔ التفات نے اس سے خوب فائدہ اٹھایا ہے، زیرِ تضمین کلام کے مضامین میں اضافہ کیا ہے اور نئے افکار تلاش کیے ہیں تضمین نگاری کے فن سے کام لے کر اچھی تضمینیں کہی ہیں۔

تضمین نگار کے جد اعلیٰ سید شاہ تصدق علی اسد کے فارسی اور اردو کلام پر بھی ''سروشِ غیب'' میں تضمینیں ہیں، ایک اردو نعت پر تضمین ملاحظہ کریں۔ شاہ تصدق علی رحمہ اللہ کی نعت کا شعر ہے

نہ ویسا بن پڑا ہر گز کسی اہل نبوت سے
دکھایا جیسا تو نے راستہ ملک حقیقت کا

شعر میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے دعوت دین اسلام کی تاثیر عالم گیر ہوئی اور اس کو بقائے دوام حاصل ہوا، ماقبل کے انبیا و مرسلین کی دعوت دین کا اثر محدود رہا اور مرکز ہدایت بھی مخصوص تھا، کیونکہ یہی مشیت الٰہی تھی۔ التفات نے اپنے جد اعلیٰ کے اس شعر پر ایسی تضمین کی ہے کہ ایک ناواقف کے لیے تضمین اور زیرِ تضمین شعر میں فرق کرنا مشکل ہے، دونوں کے طرز ادا اور انداز بیان میں گہری مماثلت پائی جاتی ہے، تضمین کے مصرعوں نے مضمون کو وسیع کر کے ہر امت کے صلحا و مبلغین کی ناکامی کا ذکر شامل کر دیا ہے یعنی زیرِ تضمین شعر کا مفہوم اب تدریجاً مکمل ہوتا ہے

کسی اہل شریعت سے کسی اہل طریقت سے کسی اہل تصوف سے کسی اہل عقیدت سے
کسی غمخوار و مونس سے کسی معمار ملت سے ''نہ ویسا بن پڑا ہرگز کسی اہل نبوت سے''
''دکھایا جیسا تو نے راستہ ملک حقیقت کا ''

التفات کے کلام کی خوبی ہے کہ جب وہ تضمین کہتے ہیں تو اساتذہ کا کامیاب تتبُّع کرتے ہیں۔یعنی کبھی ان کے اشعار میں سودا کا رنگ نظر آتا ہے کبھی میر کا اور کبھی غالب کا، اقبال کے اشعار پر تضمین میں اقبال کا خاص رنگ نمایاں ہے، علامہ اقبال کا مشہور شعر ہے

کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں

شعر کا مفہوم ظاہر ہے کہ حقیقت منتظر (ذات حق) کے طالبین منتظر ہیں کہ وہ لباس مجاز میں نظر آ جائے تو اپنے تڑپتے ہوئے سجدوں سے اسے مسجود بنالیں، شعر مکمل ہے کسی اضافے کا محتاج نہیں، لیکن تضمین نگار کے پرواز تخیل نے یہ مضمون بیان کیا کہ طالب دید کے اندر بہت کمی ہے نہ اس کی دعاوں میں اثر ہے نہ دل میں گداز ، نہ دردوغم میں سوز و ساز، نہ قبلے کی طرف اس کی توجہ ہوتی ہے نہ مسجد میں کشش محسوس ہوتی ہے، اس کمی کے باوجود جذبوں میں تڑپ دل میں کسک موجود ہے، یا حقیقت منتظر کی دید سے ساری کمی دور دہو سکتی ہے:

یہ دعائیں خالی اثر سے ہیں جو کمی ہے دل کے گداز میں کوئی سوز غم ہے نواؤں میں نہ نشان درد ہی ساز میں
نہ خیال قبلہ کی سمت کا نہ کشش ہے جائے نماز میں ''کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں''
''کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبین نیاز میں''

اقبال کہتے ہیں

باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں
کار جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر

تضمین نے شعر کا لطف بڑھا دیا ہے، اقبال صرف حکم سفر کا ذکر کرتے ہیں، تضمین کے مصرعوں میں اور بھی چیزوں کا ذکر ہے جو باغ بہشت سے نکالتے ہوئے ملی تھی، علامہ کے شعر میں صرف بہشت سے نکالے جانے کی شکایت ہے۔ تضمین نگار کی شکایتیں بھی ملاحظہ کریں

شب کا اثر دیا تھا کیوں رنگ سحر دیا تھا کیوں قلب حزیں دیا تھا کیوں اڑنے کو پر دیا تھا کیوں
کرنا ہی تھا جو بے مکاں رہنے کو گھر دیا تھا کیوں ''باغ بہشت سے مجھے حکم سفر دیا تھا کیوں''
''کار جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر''

تضمین نگاری کا یہ کمال ہے کہ تضمین کا مصرعہ اصل مصرعہ سے مل کر مکمل شعر بن جائے، جگر کے شعر پر تضمین میں اس کی بہترین مثال ہے

کیوں سمجھتا ہے کوئی انسان دیوانہ مجھے مشورہ دینے لگا کیوں کوئی فرزانہ مجھے
دینے والے نے دیا ہے ظرف رندانہ مجھے '' جان کر منجملۂ خاصان میخانہ مجھے''
'' مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے''

زیر تضمین شعر کے دوسرے مصرعے کو الگ کر دیں تو پہلا مصرعہ تضمین سے مل کر مکمل شعر بن جاتا ہے مثلاً یوں پڑھیں

دینے والے نے دیا ہے ظرف رندانہ مجھے
''جان کر من جملۂ خاصان میخانہ مجھے''

تضمین نگاری تو پہلے بھی شعرا کرتے رہے ہیں مگر وہ جزوی تضمینیں ہیں، کسی مشہور غزل پر کبھی کسی نے تضمین کہہ دی کبھی کسی ایک شعر پر تضمین کر دی، تضمین نگاری کی طرف باقاعدہ ایک فن کی حیثیت سے توجہ نہیں دی گئی اگر چہ یہ ایک مستقل فن ہے مگر حسب حال اور حسب ذوق ہی اس کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ میرے علم میں یہ پہلا کام ہے جس میں تقریباً ساٹھ سے زائد فارسی اور اردو کلام پر مکمل تضمین کی گئی ہے، تضمین کا انداز بتا رہا ہے

کہ شاعر نے توجہ اور یکسوئی کے ساتھ تضمینیں لکھی ہیں اور نقائص سے پاک تضمین نگاری کی کام یاب سعی کی ہے۔ تضمین گوئی میں التفات کے کام کو تقدم حاصل ہے اور ان کو اس دور کے تضمین گو شعرا میں صف اول میں جگہ ملنی چاہیے۔

آخر میں ہم التفات کی تضمین کے دو بند پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں انھوں نے ایک بڑی تمنا اور خواہش کا اظہار کیا ہے اور وہ تضمین حفیظ جالندھری کے دو شعر پر ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تمنا پوری فرمائے

مری آنکھیں بھی ہوں روشن مرا دل بھی منور ہو ۔۔۔ نگاہوں میں ہمیشہ گنبد خضرا کا منظر ہو
''ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو'' ۔۔۔ کسی دن میری قسمت کو بھی وہ لمحہ میسر ہو
''تمنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی''

بلا کر اس کے دامن میں بھی بھر دیں دولت رحمت ۔۔۔ مرے آقا مری خاطر بھی کھل جائے در راحت
''حفیظ بے نوا بھی ہے گدائے کوچۂ الفت'' ۔۔۔ یہی تو التفات امجدی کے دل کی ہے چاہت
''عقیدت کی جبیں تیری مروت سے ہے نورانی''

سروش غیب کے محاسن پر جو کچھ گفتگو کی گئی وہ اگرچہ ناکافی ہے لیکن یہ چند کلمات عزیز گرامی ڈاکٹر سید شاہ التفات احمد امجدی چشتی صابری سلمہ اللہ کی خواہش پر اور اعتراف و قدر دانی کے طور پر سپرد قلم کیے گئے ہیں ورنہ یہ خاکسار ادب کے میدان سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ قارئین اب براہ راست سروش غیب کے مطالعہ سے لطف اندوز ہوں۔

ھلال احمد قادری
خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ
۱۹ شعبان ۱۴۴۱ھ

تاریخ انطباع ''سروشِ غیب'' مصنفہ التفات امجدی

پروفیسر سید شاہ طلحہ رضوی برقؔ

خوشا کہ چھپ گئیں تضمینیں التفات کی واہ
زہے یہ ملکہ بھی لاریب انھیں خدا نے دیا

غزل ، رباعیاں، نعتِ نبی و حمد اللہ
ہیں بزم خوباں کے نوشہ، انھوں نے کیا نہ لکھا

شگفتہ شعروں پہ لاتے ہیں مصرعِ رنگیں
جو غنچہ تھا گلِ معنی کی طرح کِھل اٹھا

ہے کشفِ روحی، تصوف کا برگزیدہ عمل
عجیب فن ہے تصوّر میں ڈوب جانے کا

زبانِ فارسی و اردو شاعری کا اثر
دلِ رَمیدۂ خوشگو پہ اس طرح سے ہوا

اسی فضا میں اسی رنگ اور آہنگ میں
دیے ہیں فکرِ جواں نے حسین بوٹے کِھلا

عجب سرور عجب کیف میں ہوئی تاریخ
''سروشِ غیب ہے اے برقؔ حالِ دل کی دوا''

۲۰۲۰ عیسوی

تیرا ہر گل ، ترے ہی رنگ و بو
تیرا مے خانہ تیرے جام و سبو
زندگی کی رگوں میں تیرا لہو
''مالک الملک لاشریک لۂ
وحدہٗ لا الہ الّا ہوٗ''
تجھ پہ قربان سارے پست و بلند
تو ہی ہر ذہن اور دل میں بند
جلوہ تیرا ہی ہر نظر کو پسند
''عاشقاں جان و دل نثار کنند
بردرِ لا الہ الّا ہوٗ''

افضل الانبیا کا سر پہ تاج
قدسیوں کے دلوں پہ ان کا راج
کوئی غم ہو وہی ہیں اس کے علاج
''مصطفےٰ یافت در شبِ معراج
خلعتِ لا الٰہ الاّ ہوٗ'
باغِ فردوس عاشقوں کی پسند
اس تصوّر سے وہ رہیں خُرسند
اپنی ہمّت رکھیں نہ کیوں وہ بلند
''صوفیاں گر بہشت می طلبند
ذکر شاں لا الہ الاّ ہوٗ'
کوئی عجمی ہو یا کوئی عربی
وہ فرشتہ ہو یا ہو کوئی نبی
اس کے خواہاں ہیں التفاتؔ سبھی
'' شمسؔ تبریز گر خدا طلبی
خوش بخواں لا الہ الاّ ہوٗ'

○○○

اول و آخر توئی ، اعلا توئی ، بالا توئی
از پئے ما بے کساں ، ملجا توئی ، ماوا توئی
یاشفیع المذنبیں در حشر امیدِ ما توئی
''یا رسول اللہ حبیبِ خالقِ یکتا توئی
برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی''
تیرے چہرے سے ہے دن اور تیری زلفوں سے ہے رات
ہے تیرے صدقے سے قائم بزم گیتی کی حیات
تو نے دی انسانیت کو ظلمتِ شر سے نجات
''نازنینِ حضرتِ حق صدر و بدرِ کائنات
نورِ چشم انبیا چشم و چراغِ ما توئی''

وہ حبیبِ کبریا ہیں، اور وہ ذاتِ لاجواب
لے کے آئے ہیں جہاں میں رحمتِ حق بے حساب
تیرگیِ شب میں تھے بستر پہ جب وہ محوِ خواب
''در شبِ معراج بودہ جبرئیل اندر رکاب
پانہادہ بر سریرِ گنبدِ خضرا توئی''

نسلِ نو امروز ہم غرقِ مئے وپخت وپزیست
بندۂ عاصی چو من ہم عاشقِ بنتِ رزیست
ذات مومن از برائے آزمایش مرکزیست
''یارسول اللہ تو دانی امتِ تو عاجزیست
عاجزاں و بے کساں را رہبرِ اعلا توئی''

دونوں عالم کا نگہباں بحر و بر کا پاسباں
سارے عالم کی زبانوں پر ہے تیری داستاں
التفاتؔ امجدی پر بھی ہے تو ہی مہرباں
''شمس تبریزیؔ چہ داند نعت تو پیغمبراں
مصطفٰے و مجتبٰی و سید اعلا توئی''

○○○

سیدِ کل انبیا ، ختم الرّسل آقا توئی
کلمۂ خوش کے مرا داد اَشْہدُ اَنّا توئی
وجہ خلق و مقصدِ اوحی وما اوحی توئی
''زینتِ یٰسیں توئی ، زیبایشِ طٰہٰ توئی
صاحبِ معراج سبحان الذی اسریٰ توئی''
ہر طرف گلشن کے پھولوں میں ہے تجھ سے رنگ و بو
طائرِ خوش لحن بھی کرتے ہیں تیری گفتگو
زندگی ہر شے میں پیدا تیرے صدقے چار سو
''مرحبا صل علیٰ روشن جہاں از روے تو
خسروِ شہرِ مدینہ، رونقِ کعبہ توئی''

ذکر تیرا ہی زباں پر ہے ہمیشہ کو بکو
نام سے تیرے رواں ہے میری رگ رگ میں لہو
بات کرتا ہوں تصوّر میں جو اکثر رو برو
’’رحمۃ للعالمیں آمد بہ شانِ پاک تو
بے کساں را سر پرست و والی و مولا توئی‘‘
آپ ہیں شمس الضحیٰ ، بدرالدجی، خیرالبشر
آپ کے صدقے ہوئے لعل و گہر لعل و گہر
آپ کی ذاتِ مقدس دوجہاں میں معتبر
’’یارسول اللہ بسوے ما غیریباں یک نظر
بے نوا را ، دستگیر و ملجا و ماوا توئی‘‘
ان کے ذکر خیر سے رحمت کے گوہر بھی چنو
اور عمل کے تانے بانے ذکر سے ان کے بنو
کیفیت میں التفاتؔ اب تم بھی اپنا سر دھنو
’’نعت پیغمبر کنی از شمسؔ تبریزی شنو
مصطفےٰ و مجتبیٰ و سید اعلا توئی‘‘

OOO

اے نورِ قِدم عکسِ تو ہر آئینہ زنگارے
اے حسنِ ظہورِ خلق اے گرمئ بازارے
گردش میں مہ و خور ہیں وا چشم ہیں سب تارے
"اے بر سرِ بازارت صد خرقہ بہ زنّارے
وز روئے تو در عالم ہر روئے بہ دیدارے"
پھولوں میں نمایش کو بے چین ہیں زر دانے
بھونرے چلے آتے ہیں دیوانوں کو سمجھانے
گردش سے گریزاں ہیں کیوں عقل کے پیمانے
"گل از سرِ مشتاقی بدریدہ گریبانے
عقل از سرِ بے خویشی انداختہ دستارے"

یہ عقل و خرد والے دیکھیں جو ترے جلوے
تھی قیس کی نظروں میں الجھن جو وہ سب سلجھے
ہر لب پہ صدا ابھرے ہر سمت صدا اٹھّے
''ہر ذرّہ چو خورشیدے گویاے انا لحقے
ہر خوشہ چو منصورے آویختہ بردارے''
کیا شانِ کمالی ہے، ہر غنچہ و گل خنداں
رعنائیِ دنیا میں گم ہوکے ہیں وہ شاداں
اس ساغرِ وحدت پر سو جان سے میں قرباں
''از جوششِ مے کہگل شد برسرِ خم رقصاں
واللہ کہ ازیں خوشتر نبود بہ جہاں کارے''
اس امجدؔی کم گو کی دے طبع کو وہ تیزی
آجائے خزاؤں کے موسم میں بھی گل ریزی
بنجر ہے زمیں دل کی تو بخش دے زرخیزی
''تو کعبہ جاں ہائی شمس الحق تبریزی
گردِ تو جہاں گردَد مانندہٗ پر کارے''

○○○

عرف نفسہٗ رابیں جلوۂ خدا ایں است
جانِ ہر دو کونِ مَن حرفِ دل ربا ایں است
حاصلِ اَلَستُم من اصلِ واقعہ ایں است
''بر سریرِ دل شاہم شوکتِ گدا ایں است''
گردِ کوئے معشوقم رتبۂ رسا ایں است''
میں وفا کا خوگر ہوں ، وہ جفا کا ہے قائل
قطرہ قطرہ خوں کا وہ میرے ہو گیا سائل
دونوں کے تصور میں اختلاف ہے حائل
''من بہ خاک و خوں غلطاں اُو بہ قتلِ من مائل
عالمے تماشائی حال مبتلا ایں است''

زخم دل کی خاطر میں کس سے چاہوں اب مرہم
وہ ہے قاتلِ عاشق سوچتا ہوں یہ ہر دم
تشنہ لب، جگرسوزاں، دل میں ہیں ہزاروں غم
''من زلعلِ نو شینت خون دل ہمی نوشم
قتل عاشقاں کردی دشتِ کربلا ایں است''

نیست عابد و زاہد ہر کہ او مُوحِّد ئے
نیست برہمن حاشا بالیقیں مُوبد ئے
دیدگانِ جلوہ را ہیچ کس مُموِیّد ئے
''رفتنم پئے سجدہ حاجتے بہ مسجد ئے
طاقِ ابروے جاناں خانۂ خدا ایں است''

تیری رہگزر ہی تو منزلِ عبادت ہے
چاہتوں کے خُم میں بھی ہے نہاں اُسی کی مَے
جس میں ہے وہ پوشیدہ وقفِ سجدہ ہے وہ شئے
''رفتنم پئے سجدہ حاجتے بہ مسجد نے
طاقِ ابروے جاناں خانۂ خدا ایں است''

کوچۂ محبت میں عزم اور یہ پامردی
فکر کے چراغوں نے کیسی روشنی بھر دی
التفاتؔ تم نے تو خامشی کی حد کردی
''سعدؔیا عبث احرامِ طوف کعبہَ می بندی
روئے یار خود بنگر مروہ و صفا ایں است''

○○○

بہ ہر طورے کہ می رقصم مگر ہشیار می رقصم
چہ بام و در، چہ گردِ روزن و دیوار می رقصم
زہے خال و خطِ خوش ابروے خمدار می رقصم
''نمی دانم کہ آخر چوں دمِ دیدار می رقصم
مگر نازم بہ ایں ذوقے کہ پیش یار می رقصم''
لہو سے میرے ہر دم کھیلتی ہے تیری چنگیزی
دکھاتی ہے زمانے کو وہ اپنی رنگ آمیزی
بہاکے خونِ ناحق بڑھتی ہے شمشیر کی تیزی
''تو آں قاتل کہ از بہرِ تماشا خونِ من ریزی
من آں بسمل کہ زیرِ خنجر خونخوار می رقصم''

سرِ محفل نظر آتا ہے تفریحات کا ساماں
ترے خنجر سے زخمی ہے یہ جسم و جان کا داماں
نگاہِ لطف سے اپنی مری مشکل تو کر آساں
''بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جاں بازاں
بصد سامانِ رسوائی سرِ بازار می رقصم''

کسی کے ہاتھ میں خُم ہے کسی کے ہاتھ میں مینا
اثر رندوں پہ ہے کیا ذات کے عرفان کا گہرا
کوئی تھا نغمہ خواں مستی میں کوئی رقص میں ڈوبا
''خوشا رندی کہ پامالش کند صد پارسائی را
زہے تقویٰ کہ من با جبّہ و دستار می رقصم''

مرے جذبات محکم ہیں ، ہے میرا حوصلہ محکم
مرے عزمِ جواں کو دیکھ کر حسّاد ہیں برہم
ترے نقشِ قدم پر امجدؔی کا ہے سفر پیہم
''منم عثماؔن مروندی کہ یارِ شیخ منصورم
تماشہ می کند خلقے و من بردار می رقصم''

○○○

از حق تعالیٰ اسریٰ احساں شداست مارا
معراج یعنی رفعت پایاں شداست مارا
ہر غم را پنجگانہ درماں شداست مارا
''امروز شاہ شاہاں مہماں شد است مارا
جبریل باملائک درباں شد است مارا''

''الا'' نشانِ وحدت ، کثرت کو ''لا'' ہوئی حد
دریا دکھائے خود میں قطرے کا ہے یہ مقصد
سر پوشِ کل زمیں ہے بس ایک نیلا گنبد
''در جلوہ گاہِ وحدت کثرت کجابہ گنجد
ہیژدہ ہزار عالم یکساں شد است مارا''

یہ مرکزِ عقیدت ان کے لیے ہے مشہد
آجاتا ہے یہاں جو ہوجاتا ہے وہ سرمد
عرفانِ ذاتِ حق ہے واللہ بے رد و کد
''در محفلِ گدایاں مرسل کجا بہ گنجد
بر برگ بے نوائی مہماں شد است مارا''

صحرا نوردی کی ہے سارے جہاں کی ہمدم
اس میں ہیں لاکھوں خوشیاں اس میں ہیں سیکڑوں غم
دیوار و در ہیں اس کے آئینہ سے نہیں کم
''ماخانۂ جہاں را بسیار سیر کردم
اے شیخ بت پرستی ایماں شد است مارا''

ہستی میں امجدؔی کی کیا بود اور کیا ہست
وہ اپنے آپ میں ہی رہتا ہے رات دن مست
دشوار منزلیں بھی طے کرلے جو بیک جست
''احمدؔ بہشت و دوزخ برعاشقاں حرام است
ایں جا رضائے جاناں رضواں شد است مارا''

OOO

بدل دارم مکانے وقف خواہم کرد جاناں را
بامیدے کہ یابم ایں جا ہم تشریفِ مہماں را
خدایا یک نظر بر قسمتِ حسرت بداماں را
''اگر بینم شبے ناگہ من آں سلطانِ خوباں را
سرم درپائے او آرم فدا سازم دل و جاں را''
مرے جذبات کا محور، عقیدت کا مری قبلہ
حرم میرے تقدس کا مرے ایمان کا رشتہ
مری خاطر یہی سب کچھ ہے کوئے یار کا سجدہ
''بگردِ کعبہ کے گردم کہ روے یار من کعبہ
منم طوافِ مے خانہ، ببوسم پائے مستاں را''

گلابِ باغِ جنت ہے مرے اس یار کا چہرہ
مری نبضِ عقیدت کا ہے اس کی سانس سے رشتہ
وہی تو ہے مرا حاصل، مرا کعبہ مرا قبلہ
''روم در بت کدہ شینم بہ پیشِ بت کنم سجدہ
اگر یابم خریدارے فروشم دین و ایماں را''
مری نظروں کا ہے مرکز وہ میرے غم کا ہے ناصر
صدا جب بھی اسے دیتا ہوں وہ ہوجاتا ہے حاضر
نہ کیوں کلمہ پڑھوں اس کا وہی تو ہے مرا ناظر
''مگوئی کلمۂ کفرش اگر گوئی شوی کافر
برو اے مدعی ناداں چہ دانی سرِّ مستاں را''
وہی تسکینِ دل میرا وہی راحت کا ہے ساماں
مری ایک ایک مشکل کو وہی تو کرتا ہے آساں
نہ کیوں حُسنِ صنم پر امجدؔی سوجاں سے ہو قرباں
''سرم پیچاں ، دلم پیچاں، منم پیچیدۂ جاناں
شرفؔ چوں مار می پیچد چہ پیچد زلفِ پیچاں را''

○○○

کہاں ان کی رہبری سے ہوئی حق سے آشنائی
مرے دل کو واعظوں کی کوئی بات ہی نہ بھائی
مجھے ذکر سے ملا کچھ نہ تو فکر راس آئی
''صنما رہِ قلندر سزد ار بمن نمائی
کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی''
مرے ان ریائی سجدوں سے زمیں تھی رنج بے حد
کبھی سامنے نہ آیا مری بندگی کا مقصد
ہوا رائیگاں عمل یہ مری عاقبت ہوئی رد
''بہ زمیں چو سجدہ کردم ززمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو بہ سجدۂ ریائی''
عجب اک مقام دیکھا تھا جہاں عجیب عالم
نہ وہاں کوئی تھا ادنیٰ نہ وہاں کوئی معظّم
کہ مجھے ہر ایک میکش ملا پارسا مجسّم
''بہ قمار خانہ رفتم ہمہ پاک باز دیدم
چو بہ صومعہ رسیدم ہمہ یافتم دغائی''

تری بے وفائی رحمت تری کج ادائی نعمت
کسی اور کو ملے کیوں ترے درد کی یہ دولت
کوئی اور کھائے کیسے ترے ناز کی جراحت
''نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت
سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی''
ترے عشق کی لگی ہے مرے دل پہ ضرب کاری
شب و روز اک طرح سے ہے یہ آہ و گریہ جاری
میں ہوں منتظر کب آئے نگہِ کرم کی باری
''ہمہ شب دریں خیالم کہ رسم بہ وصل یاری
ہمہ روز در امیدم کہ شبے بہ خواب آئی''
میں نثار کردوں تجھ پر زر و مال ، جان اور دیں
بخدا مری طرف سے نہ رکھ اپنے دل میں تو کیں
ترے ہجر نے کیا ہے مجھے دیکھ کتنا غمگیں
''بہ کدام مذہب است ایں بہ کدام مشربست ایں
کہ کشند عاشقی را بہ تو عاشقم چرائی''
کبھی امجدؔی جو پہنچا تو ہوئی بڑی خوشامد
مجھے ہے اشد ضرورت تری ، اے صنوبری قد
تو مرے ہی سامنے رہ کہ برآئے میرا مقصد
''درِ دیر چوں ز دم من ز دروں ندا برآمد
کہ بیا بیا عراقؔی تو ز خاصگانِ مائی''

○○○

غضب حیرت زدہ دل بود شب جاے کہ من بودم
زہر احساس غافل بود شب جاے کہ من بودم
عجب منظر مقابل بود شب جاے کہ من بودم
''نمی دانم چہ منزل بود شب جاے کہ من بودم
بہر سو رقصِ بسمل بود شب جاے کہ من بودم''
رواں تھے عرش سے تا فرش ہر سو نور کے دھارے
نگاہوں نے کہاں دیکھے تھے یہ پُر کیف نظّارے
رُخِ محبوب کے دیدار کو بے چین تھے تارے
''پری پیکر نگارے سروقدّے لالہ رخسارے
سراپا آفتِ دل بود شب جاے کہ من بودم''

تمامی انبیاء تھے اس انوکھی شان پر حیراں
چلا سوے حریمِ ناز جب اللہ کا مہماں
فدا زلفوں پہ تھا کوئی، کوئی عارض پہ تھا قرباں
''رقیباں گوش بر آواز او در ناز و من ترساں
سخن گفتن چہ مشکل بود شب جاے کہ من بودم''
فضا میں ہر طرف تھی گیسوے سرکارؐ کی خوش بو
کہ محبوبِ خدا کی عظمتوں کا ذکر تھا ہر سو
وہاں تھے حُسن کے جلوے وہاں تھا عشق کا جادو
''خدا خود میرِ مجلس بود اندر لا مکاں خسؔرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جاے کہ من بودم''

○○○

اے ماہتاب حُسن اے خورشیدِ اوج چنبری
واللہ اس انداز پر قرباں جلالِ نادری
سارے زمانے پر ہے ظاہر تیری شانِ برتری
''اے چہرۂ زیبائے تو رشک بتانِ آزری
ہر چند وصفت می کنم درحسن زاں بالا تری''
قرباں نزاکت پر تری وہ حور ہو یا ہو پری
مسحور کر دیتی ہے چشم و دل کو تیری رہبری
دونوں جہاں میں کون ہے جو کرلے تجھ سے ہم سری
''تو از پری چابک تری وز برگ گل نازک تری
وز ہرچہ گویم بہتری حقاّ عجائب دلبری''

اے نغمۂ حق کی صدا، ہے گونج تیری کوبکو
اے عظمتِ لوح وقلم اے قبلۂ ہر چار سو
اے کائناتِ سادگی فرش وفلک کی آبرو
''عالم ہمہ یغمائے تو خلق خدا شیدائے تو
اے نرگسِ رعنائے تو آوردہ رسمِ کافری''

دیکھے ہیں میں نے بحر و بر، کوہِ گراں کے پیچ وخم
دیکھی ہے دنیائے خوشی کیفیتِ رنج و الم
دل کی عجب حالت ہوئی آیا جو میں نزدِ حرم
''آفاقہا! گردیدہ ام مہرِ بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام، لیکن تو چیزے دیگری''

اس ذرّہ ناچیز پر احسان بڑا ہو گا ترا
مجھ پر بھی ہو بس اک نظر اے پرتو نورِ خدا
ہے مثلِ خسؔرو التفاتؔ امجدی بھی بے نوا
''خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہرِ شما
باشد کہ ازبہرِ خدا سوے غریباں بنگری''

OOO

ڈگر اندھیری، ہے کالی قسمت، اجالی کر دے تو میری رتیاں
لگا لے سینے سے آ کے مجھ کو سنبھال دے سانس کی تو گتیاں
خزانِ فرقت میں جانے کب سے نہالِ دل نے نہ دیکھی پیتیاں
''زحالِ مسکیں مکن تغافل ورائے نیناں بنائے بتیاں
کہ تابِ ہجراں نہ دارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں''
کہاں کہاں بھٹکوں پیاس لے کر نکال امید کی کوئی راہ
جدائی کی شب بہت ہے لمبی یہ کیسے گزرے گی میرے اللہ
قدم قدم پر رکاوٹیں ہیں مگر نظر میں ہے دید کی چاہ
''شبانِ ہجراں دراز چوں زلف وروزِ وصلش چوں عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں''

متاعِ تسکیں جو چھن گئی ہے تو کیوں نہ ہو دل یہ زار و غمگیں
تمھاری جادو بھری نگاہوں سے تھا کبھی عنبرین و مشکیں
چمن یہ بکھرا ہوا ہے کب سے ہوئی ضروری اب اس کی تزئیں
''یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں
کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں''

قرار آتا نہیں ہے اس کو غم اس کا ہے ہر نظر پہ ظاہر
تڑپ رہا ہے وہ مثلِ بسمل کہیں نہ جاں اپنی دے دے کافر
لہو لہو ہو گیا وہ کیسے ضرور قاتل ہے کوئی ساحر
''چوں شمع سوزاں چوں ذرّہ حیراں زمہر آں مہ بگشتم آخر
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں''

میں اپنی پیڑا سناؤں کس کو تڑپ میں دل کی دکھاؤں کس کو
نہ میرے خوابوں کو چوٹ پہنچے نہ آرزوؤں کا خون اب ہو
بیاں کرے التفاتؔ اپنی کسک مرے من کی تم ہی سن لو
''بحقِ روزِ وصالِ دلبر کہ داد مارا فریب خسروؔ
سپیت من کے ورائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں''

OOO

اگر نزدِ مِن ترسندہ باشی
کہ تو با ابروے رخشندہ باشی
چرا در قتل گہہ شرمندہ باشی
''بہ خوبی ہمچومہ تابندہ باشی
بہ ملک دلبری پائندہ باشی''
نظر ہے تیر خنجر تاب چہرہ
حیاتِ سرمدی ہے تیرا جلوہ
دلِ مردہ ہوا ہے جس سے زندہ
''مِنِ درویش راکُشتی بہ غمزہ
کرم کردی الٰہی زندہ باشی''

ستم کہتا ہے تیرا روزِ محشر
کہ پچھتانا پڑے گا روزِ محشر
بہت ہوگا خسارا روزِ محشر
''جفا کم کن کہ فردا روزِ محشر
بروے عاشقاں شرمندہ باشی'
سرور و کیف افزا دلربائی
جگر سوز و خلش زا کج ادائی
گہے نمکیں گہے شیریں نوائی
''جہاں سوزی اگر در غمزہ آئی
شکر ریزی اگر درخندہ باشی'
تری کافر اداؤں میں ہے جادو
اسیرِ خال و خدّو زلف و ابرو
پھرے ہے امجدؔی بھی مارا ہر سو
''بہ رندی و بہ شوخی ہم چو خسرؔو
ہزاراں خانماں برکندہ باشی

OOO

در نظر آمدہ چوں شُعبدہ بازے عجبے
پیدا شد کیفیتِ نازو نیازے عجبے
دل بجا گفت خداوند مجازے عجبے
''چشمِ مستے عجبے زلفِ درازے عجبے
مَے پرستے عجبے فتنہ طرازے عجبے''
چمکے اندازِ تکلّم سے نظر میں جگنو
پھیلی ہونٹوں کے تبسم سے عجب سی خوش بو
اور خاموش ادائیں بھی جگائیں جادو
''بوالعجب حسن و جمال و خط و خال و گیسو
سروِ قدّ عجبے قامتِ نازے عجبے''
گرچہ ہیں ایک ہی یہ شاہد و مشہود و شہود
پھر بھی لگتا ہے کہ میں عبد ہوں وہ ہے معبود
زیر کرنا تو مجھے اس کو نہیں ہے مقصود
''بہرِ قتلم چوں کشد تیغ نہم سر بسجود
او بہ نازے عجبے من بہ نیازے عجبے''

اس کو ہشیاری میں سمجھوں کہ کہوں نادانی
سامنے کون سی مجبوری تھی پیدا ایسی
قفسِ عشق میں ہیں مرغ نوا سنج سبھی
''صید کردی دلِ عالم چہ تماشا کردی
دیدہ بازے عجبے زلفِ درازے عجبے''

میری نظروں میں نہیں کچھ بھی چہ بود اور چہ ہست
نہیں معلوم مجھے کیا ہے بلند کیا ہے پست
شربتِ دید سے تیرے ہوا میں ایسا مست
''وقتِ بسمل شدنم چشم بہ رویش باز است
مہربانے عجبے بندہ نوازے عجبے''

بندگی کا کوئی احساس نہ خوفِ معبود
خالی تعبیر سے ہے خوابِ گرانِ بے سود
ہے فقط ذہن میں اک اُن کا تصور موجود
''نہ قیامے نہ قعودے نہ رکوعے نہ سجود
بردرِ یار گزاریم نمازے عجبے''

کیا کرے موجِ بلا خیز کا چرچا خسرؔو
اس کا خاموش ہی رہ جانا ہے اچھا خسرؔو
امجدؔی قطرۂ ناچیز ہے دریا خسرو
''حق مگو کلمۂ کفر ست دریں جا خسرؔو
راز دانِ عجبے صاحبِ رازے عجبے''

OOO

بے خوف مرا عزم، یہ ہمت نہ مِری ہارے
کیا کوئی زباں کھولے مجبور ہیں جب سارے
خاموش تماشائی بت ہوگئے بے چارے
''آمادہ بہ قتلِ من آں شوخ ستم گارے
ایں طرفہ تماشہ بیں نا کردہ گنہ گارے''
پُرساں نہ یہاں کوئی ، تنہائی کا ہے عالم
خشک آنسو ہوے اپنے اللہ رے تپشِ غم
زخموں کی زباں پر ہے کہتے ہیں کسے مرہم
''اے عیسیِ بیماراں در ہجر تو رنجورم
شاید نہ خبر داری از حالتِ بیمارے''

اے بادِ صبا آکر اک کام تو کر میرا
احسان نہ بھولوں گا تا عمر یہ میں تیرا
تو اس کو تسلی دے حال اچھا نہیں دل کا
''خواہی کہ شفا باشد بیمار محبت را
یک جرعہ خدا را دہ از شربتِ دیدارے''
ترسیل محبت میں بدنام نہ ہو قاصد
حد ہی میں رہو اپنے حد سے نہ بڑھو قاصد
اس شوخ ستم گر سے بس اتنا کہو قاصد
''گرنام و نشانِ من پرسند بگو قاصد
آوارہ و مجنونے رسوا سرِ بازارے''
جذبات کی شدت سے بے قابو ہوا ہے تن
ہاں صبر و تحمل کا چھوٹے نہ کہیں دامن
ہو امجدؔی آنکھوں میں کاش اس کا رخِ روشن
''از لذتِ دیدارش خسرؔو چہ تواں گفتن
نقدِ دل و جاں دارم نادیدہ رخِ یارے''

OOO

دامنم از اشک خونیں کم ز لالہ زار نیست
نیست بت خانہ کہ جلوہ گاہِ روے یار نیست
بہرِ تسکین و تسلی حیف کس غم خوار نیست
''کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست
ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنّار نیست''

کیوں پریشاں ہو رہا ہے میری خاطر اے رقیب
کون تجھ کو لے کے آیا ہے یہاں میرے قریب
چاہیے ہجراں نصیبوں کو تو دیدارِ حبیب
''از سرِ بالینِ من بر خیز اے ناداں طبیب
دردمندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست''

حال میں اپنے مگن ہوں میں، تجھے ہے اپنی دھن
عقل کی باتوں میں مت آ دل کے کہنے کو بھی سن
ہجرِ جاناں میں یہ قطرے اشک کے موتی ہیں چن
''ابر را بادیدۂ گریانِ من نسبت مکن
نسبت با رودکے بارانِ خونبار نیست''

کیا بتاؤں کس قدر دشوار تر ہے کارِ عشق
دشمنوں کو بھی نہ دے اللہ یہ آزارِ عشق
خون کا ہے تھوکنا گویا اٹھانا بارِ عشق
''شاد باش اے دل کہ فردا بر سرِ بازارِ عشق
مژدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست''

طعنہ زن مجھ پر نہ ہوں میں جانتا ہوں اپنی حد
کیوں لگاتے ہیں یہ تہمت کیوں ہے آخر مجھ سے کد
لوگوں کو ہے امجدؔی کے جذبِ صادق سے حسد
''خلق می گوید کہ خسرؔو بت پرستی می کند
آرے آرے می کنم با خلق و عالم کار نیست''

○○○

اندازِ قامت یک طرف رخسارِ زیبا یک طرف
مے خانہ، میکش یک طرف پیمانہ صہبا یک طرف
گلزارِ لالہ یک طرف ہم سنگِ خارا یک طرف
''دی شب کہ می رفتی بتا رو کردہ ازما یک طرف
افگندہ کاکل یک طرف زلفِ چلیپا یک طرف''
دیوار و در بھی اس کے آنے سے ہوئے جنت نشاں
شمس و قمر کے عکس بھی بنتے گئے ہیں کہکشاں
ہے سرنگوں رستے میں اس کے شرم سے یہ آسماں
''سلطانِ خوباں می رود گردِ ہجومِ عاشقاں
چابک سواراں یک طرف مسکیں گداہا یک طرف''

ہر چند تھا وہ واقفِ ہوش و خرد علم و ہنر
یکلخت کیسے ہوگیا بے قابو یہ سوزِ جگر
صد حیف سارے ہوگئے پند و نصیحت بے اثر
''نوشی شرابِ لعل او شد مجلسِ ما بے خبر
جام و صراحی یک طرف مستان رسوا یک طرف''

بے سود عقل و فہم سب، دانشوری بھی بے اثر
دستارِ سر بھی گر پڑی اور کھل گیا بندِ کمر
طاری ہوئی کچھ ایسی مستی ہوگیا وہ دربدر
''تابر رخ زیبائے تو افتادہ زاہد را نظر
تسبیح زہدش یک طرف ماندہ مصلّٰی یک طرف''

تھا عشق میں اس دشمنِ ایماں کے سارا بند و بست
کہتے تھے سب مجھ کو یہی یہ شخص ہے مست الست
کس کو خبر تھی امجدؔی پیچھے لگا ہے شوم بخت
''بے چارہ خسرو خستہ را خوں ریختن فرمودہ است
خلقے بہ منت یک طرف آں شوخ تنہا یک طرف''

○○○

ہوں خار بظاہر میں لیکن ہوں گلاب اندر
ہر لفظ یہ کہتا ہے میں بھی ہوں نصاب اندر
جو تشنگی کم کردے رکھتا ہوں وہ آب اندر
''بے کارم و با کارم چوں مد بہ حساب اندر
گویانم و خاموشم چوں خط بہ کتاب اندر''
انوارِ مہ و خور ہے ، مستیِ خُم و خُرسی
یہ عرشی تقدس اور پاکیزگیِ کرسی
اس خانقہِ پیراں میں کیفیتِ عرسی
''اے زاہد ظاہر بیں از قرب چہ می پرسی
او در من و من در او چوں بو بہ گلاب اندر''

ناواقف و گمرہ وہ ہر چند کہ ہے عاقل
بے کار بھٹکنے سے ہوتا نہیں کچھ حاصل
بے پیر کے طالب کو ملتی ہے کہیں منزل
''گہ شادم و گہ غمگیں از حالِ خودم غافل
می گریم و می خندم چوں طفل بہ خواب اندر''

عالم ہو بخارا کا دیکھ آیا ہو گو ترمز
اِفتا و قضایا کی مسند پہ رہا فایز
کیا راز خودی سمجھے جو فہم سے ہو عاجز
''دریا رود از چشمم لب تر نہ شود ہرگز
ایں رمز عجائب بیں لب تشنہ بہ آب اندر''

وہ سامنے رہتا ہے جیسا بھی ہو نیک وبد
کیوں امجدؔی تجھ میں ہے خوشبوے وفا بے حد
میں کس کو بتاؤں ہے اس قرب کا کیا مقصد
''در سینہ نصرالدیںؔ جز عشق نمی گنجد
ایں طرفہ تماشا بیں دریا بہ حباب اندر''

OOO

نومید نیم از طرفِ چشم عطا کن
بس وا تو درِ لطف و کرم از پئے ما کن
ہرچند کہ بشکستہ دلم، آئی و جا کن
''اے خسروِ خوباں نظرے سوے گدا کن
رحمے بہ منِ سوختۂ بے سرو پا کن''
دل میرا اگر چاہے تو ایمان ہی چاہے
پڑجائے کبھی ایک نظر مجھ پہ بھی گاہے
کب تک یہ لیے درد جدائی کا کراہے
''دارد دل درویش تمنائے نگاہے
زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ روا کن''

در بزم طرب حسنِ بخارا و سمرقند
براوج فراوانیِ الطافِ خداوند
رقصندۂ و شاداب رخِ روشن و خرسند
''شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند
اے دوست بیا رحم بہ تنہائیِ ما کن''

دیکھوں میں کہاں تک رہِ الطافِ خداوند
گھٹ گھٹ کے نکلتی ہیں جو ہیں سانسیں مری چند
کب تک رہوں تنہائی کے زنداں میں یہاں بند
''شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند
اے دوست بیا رحم بہ تنہائیِ ما کن''

حالات موافق نہیں سب پر ہے یہ ظاہر
دریائے حوادث میں شب و روز ہوں صابر
دن رات ستم ڈھانے میں ماہر ہے وہ کافر
''با دِل شدگاں جور و جفا تا بکے آخر
آہنگِ وفا ترکِ جفا بہرِ خدا کن''

ہو مجھ کو میسّر تری رحمت کا نظارا
دن رات یہی دیتا ہے ایمان سہارا
ہو امجدؔی پر اے نگہِ لطف اشارا
''مشنو سخنِ دشمنِ بد گوے خدارا
با حافظؔ مسکینِ خود اے دوست وفا کن''

○○○

ذرا ہنس کے پوچھ لیتے کبھی حالِ دل ہمارا
کبھی اس گدائے در پر بھی تو ہو کرم خدارا
مرے بادشاہِ دوراں ہو ادھر بھی اک اشارا
''بملازمانِ سلطاں کہ رساند ایں دعا را
کہ بہ شکر بادشاہی ز نظر مراں گدارا''
جو دکھائی دے رہی ہے یہ ادائے کج کلاہی
یہ مری نظر میں لگتی ہے علامتِ تباہی
ہے دعائے قلب مسکیں ہی دوائے کبرِ شاہی
''ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیمِ صبح گاہی
بہ پیامِ آشنائی بنوازد آشنارا''

ہے نشان و جائے عبرت ہمہ وقت یہ خودی سی
جو دے روشنی نظر کو وہ ہے روشنی وفا کی
ہیں اسی سے آج روشن مرے ذہن اور دل بھی
''چہ قیامت است جاناں کہ بہ عاشقاں نمودی
رخے ہم چو ماہ تاباں دلے ہم چو سنگ خارا''
کبھی التفاتؔ پر بھی ہو یہ صبح کیف انگیز
نگہِ خمار آگیں سے ہو شوقِ دل کو مہمیز
کہ اذانِ فجر سن کر بھی نہ ہو سبو سے پرہیز
''بہ خدا کہ جرعۂ دہ تُو بہ حافظؔ سحر خیز
کہ دعاے صبح گاہی اثرے کند شمارا''

ooo

ہے دشتِ زندگی کا حیران کن نظارا
اس بے بسی کے عالم میں کون دے سہارا
رو رو کے تجھ سے کہتا ہے رنج و غم کا مارا
''دل می رود ز دستم صاحب دلاں خدا را
دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا''
دریائے عشق کی تو ہر موج ہے غم انگیز
ایسا نہ ہو کہ آنکھیں ہو جائیں میری خوں ریز
یارب نصیب ہوں پھر لمحے نشاط آمیز
''کشتی شکستگانیم اے بادِ شرط بر خیز
باشد کے باز بینم آں یار آشنارا''

اپنی جگہ پہ قایم ہے ہر بلند اور پست
بر آئیں سب مرادیں، ہو کامیابی ہمدست
حق کی رضا پہ راضی ہر حال میں رہو مست
''آسائشِ دو گیتی تفسیر ایں دوحرف ست
با دوستاں تلطّف با دُشمناں مدارا''

شاید مرے لیے ہیں منزل کے راستے بند
گردش میں ہے ستارہ کیسے رہوں میں خرسند
اِس مسئلے کا حل کیا ڈھونڈھے کہیں خردمند
''در کوئے نیک نامی مارا گزر ندادند
گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا''

جب التفاؔت کی ہے ہر آرزو ہی محدود
کیا پائے اپنی منزل ہے راہ بندو مسدود
اے دوستو! یہی ہے شاید رضائے معبود
''حافؔظ بخود نپو شید ایں خرقۂ مے آلود
اے شیخ پاک دامن معذور دار مارا''

○○○

سیاہ بختی، عمل نامۂ سیاہِ من ست
عیاں ز خونِ جگر حالتِ تباہِ من ست
بہ مے گساراں مگر خیلے عزّ و جاہِ من ست
''منم کہ گوشۂ مے خانہ خانقاہِ من ست''
''دعائے پیرِ مُغاں وردِ صبح گاہِ من ست''
نہ آرزو ہے مجھے تاج کی نہ تخت کی چاہ
مرے لیے ہے درِ یار ہی وہ جائے پناہ
فروغِ چشم و دل وجاں وہیں ہے شام و پگاہ
''ز بادشاہ و گدا فارغم بحمداللہ''
''گدائے خاکِ درِ دوست بادشاہِ من ست''

اگر دِوانہ و مجنوں مرا بگوئی بجاست
شراب نوشی وسجدہ گزاری شغلِ مراست
کس آید و مرا آرید جانبِ رہِ راست
''غرض ز مسجد و مے خانہ ام وصال شماست''
''جزایں خیال ندارم خدا گواہِ من ست''

ستم کے باغ سے اچھا ہے دشت کا منظر
فقیرِ شہر کا رتبہ ہے شاہ سے برتر
مری فقیری تو شاہی سے ہے کہیں بڑھ کر
''مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر''
''کہ ذُلِّ جور و جفائے تو عزّ و جاہِ من ست''

جو بس میں دل ہی نہیں ہے، ترا خدا حافظ
قرار آئے تجھے رب کرے عطا حافظ
ہے امجدؔی کی زباں پر یہی دعا حافظ
''گُنہہ اگرچہ نہ بود اختیارِ ما حافظؔ''
''تو در طریقِ ادب باش و گو گناہِ من ست''

ooo

رہے ہاتھوں میں دامانِ محمدؐ
بسا ہو دل میں فرمانِ محمدؐ
نہ بھولوں گا کبھی شانِ محمدؐ
''منم ادنا ثنا خوانِ محمدؐ
غلامے از غلامانِ محمدؐ

محمدؐ حُسن بستانِ خداوند
ہویدا ان سے ہی شانِ خداوند
وہ لے کے آئے فرمانِ خداوند
''محمدؐ ہست مہمانِ خداوند
دو عالم ہست مہمانِ محمدؐ''

سمجھتے تھے نبیؐ کی شان آدم
کیا کرتے تھے ان کو یاد پیہم
وسیلے سے انھیں کے کم ہوا غم
''تمامی انبیا و اولیا، ہم
نمک خوردند از خوانِ محمدؐ''

ثنا خواں ان کا ہے اک اک بشر جن
انھیں کا صدقہ تو ہیں رات اور دن
صفات ان کے کہاں گننا ہے ممکن
'' گنہگارم سیہ کارم و لیکن
بدستم ہست دامانِ محمدؐ''

یہ کہتے ہیں سبھی عاقل خرد مند
نبیؐ کی مدح سے ہو روح خرسند
نہیں ہے اہلِ دل پر در کبھی بند
''محمدؐ حامد و حمدِ خداوند
خدائے ما ثنا خوانِ محمدؐ''

جو سن کر مہ جبینان و پری وش
مری تضمین پر کرتے ہیں عش عش
مرادِ التفاتؔ است التفاتش
''نہ تنہا ہست جامیؔ نعت خوانش
خدائے ما ثناخوانِ محمدؐ''

○○○

خدا جانتا ہے کمالِ محمدؐ
یہ کہتے تھے اکثر بلالِؓ محمدؐ
جہاں میں نہیں ہے مثالِ محمدؐ
جہاں روشن است از جمالِ محمدؐ
''دلم زندہ شد از وصالِ محمدؐ''
زمانے کو جس نے نظر سے سنوارا
دیا بے سہاروں کو جس نے سہارا
نظر کی طلب ہے اسی کا نظارا
''خوشا چشم کو بنگرد مصطفےٰ را''
''خوشا دل کہ دارد خیالِ محمدؐ''

شب و روز غم میں نہ ڈھل کر کرا ہے
وہ انسان ! دل جس کا آرام چاہے
وہ ذکر محمدؐ میں خود کو نباہے
''خوشا مجلس و مسجد و خانقاہے''
''کہ دروے بود قیل و قالِ محمدؐ''

وہی ذات اقدس ہے امکانِ عالم
وہی تو ہے بنیاد ایوانِ عالم
وہی جانِ عالم وہی شانِ عالم
''بروے زمیں گشت سلطانِ عالم''
''کسے کو بود پائمالِ محمدؐ''

اسی کا تصوّر ہر اک دل میں جالے
کرے اپنی ہستی اسی کے حوالے
اسی کو عقیدت کی منزل بنا لے
''بود در جہاں ہر کسے را خیالے''
''مرا از ہمہ خوش خیالِ محمدؐ''

اگر مجھ کو حاصل ہو ان کی غلامی
رہے اس میں باقی نہ کوئی بھی خامی
بھرے التفاتؔ امجدی ان کی ہامی
''بہ صدق و صفا گشتہ ام ، ہمچو جامیؔ''
''غلامِ غلامانِ آلِ محمدؐ''

○○○

تری فرقت میں ہے یہ دل پریشاں یا رسول اللہ
ہوا ہے گلشنِ احساس ویراں یا رسول اللہ
مرے سر پر بھی رکھنا اپنا داماں یا رسول اللہ
''تنم فرسودہ جاں پارہ زہجراں یا رسول اللہ''
''دلم پژ مردہ آوارہ زعصیاں یا رسول اللہ''

مرے حصّے میں آئی ہے غریبی اور ناداری
پریشانی و غمِ دوراں ، تفکرّ اور بے زاری
مگر پھر بھی اِدھر ہے بہرِ خدمت پوری تیاری
''چوں سوے من گذر آری منِ مسکیں ز ناداری''
''فدائے نقش نعلینت کنم جاں یا رسول اللہ''

مجھے یاد آرہے ہیں اپنے عصیاں رات دن پیہم
مری ہستی کے چاروں سمت پھیلا ہے حصارِ غم
نگاہِ فیض ہو جائے اِدھر تو زورِ غم ہو کم
''ز کردہ خویش حیرانم سیہ شد روز عصیانم''
''پشیمانم پشیمانم پشیماں یا رسول اللہؐ''

بڑھا ہے درد کچھ ایسا کہ آنکھیں ہو گئی ہیں نم
تصوّر میں ترے روضے کی جانب ہے مرا سر خم
ہوا ہوں جب سے میں تیرا یہ دنیا مجھ سے ہے برہم
''زجام حب تو مستم بہ زنجیر تو دل بستم''
نمی گویم کہ من ہستم سخن داں یا رسول اللہ

میں اصحاب نبی کا ذکر کرتا رہتا ہوں ہر دم
کسی حالت میں ہوسکتی نہیں ان سے عقیدت کم
مرے دستِ وفا میں ہے تری تعظیم کا پرچم
''بہ صدیقت خریدارم، عمر را دوست می درام''
''فدا سازم دل و جاں را بہ عثماں یا رسول اللہؐ''

مری فریاد بھی سن لے فضائے عرش کے مہماں
عطا کر مجھ کو بھی ایسا شفاعت کا کوئی ساماں
کرم کر التفاتؔ امجدی پر محرمِ یزداں
''چوں بازوے شفاعت راکشائی بر گنہہ گاراں''
مکن محروم جامیؔ را درآں یا رسول اللہؐ''

OOO

دلم خوں گشتہ جامہ تار تارم یارسول اللہ
بہ غربت ہیچ پرسانم ندارم یارسول اللہ
سرم بر دوشم آمد آہ بارم یارسول اللہ
”ز رحمت کن نظر برحالِ زارم یارسول اللہ
غریبم بے نوایم خاکسارم یارسول اللہ“
ز عصیاں خم شدہ یک شاخسارم یارسول اللہ
چراغِ زیست گل درچشم خوارم یارسول اللہ
بشوقِ زیستن بس بے قرارم یارسول اللہ
” زداغ ہجر تو من دل فگارم یارسول اللہ
بہارِ صد چمن در سینہ دارم یارسول اللہ“

مرادوں کے گہر سے آپ بھردیں زیست کا دامن
عنایت کی نظر ہو دور ہوجائے ہر اک الجھن
نگاہِ لطف سے کردیں مرادل رشک صد گلشن
’’توئی تسکین دل آرام جاں صبر و قرارِ من
رُخ پر نور بنما بے قرارم یارسول اللہ‘‘

مرا قلبِ پریشاں بھی تری یادوں کا ہے مسکن
بہلتا ہے جو کرتا ہوں خیالِ چہرۂ روشن
تجلّی سے رخِ زیبا کی ہے تاباں مرا درپن
’’توئی مولاے من آقاے من والی و جانِ من
تو می دانی کہ جز تو کس ندارم یارسول اللہ‘‘

کرم کرنا دمِ رخصت مجھے جلوہ دکھا دینا
شفیع المذنبیں ہیں ، والی جاں آپ ہیں آقا
مقدر التفاتؔ امجدی کا بھی سنور جاتا
’’دمِ آخر نمائی جلوۂ دیدار جامیؔ را
زلطف تو ہمیں امیدوارم یارسول اللہ‘‘

OOO

وردِ زباں صبح و مسا جاناں توئی جاناں توئی
دل گفت ہردم با خدا ایماں توئی ایماں توئی
روزِ ازل تخلیق را عنواں توئی عنواں توئی
''چوں ماہ در ارض و سما ، تاباں توئی تاباں توئی
رشکِ ملک نورِ خدا انساں توئی انساں توئی''
سورج ہے تیرا عکس رخ ، تو ہے دلِ انجم کی چاہ
رستہ ترا ہے راہِ حق ، جنت دکھائے تیری راہ
کملی میں لے اپنے چھپا، دے قلبِ مضطر کو پناہ
''روشن ز رویت دو جہاں ، عکس رخت خورشید و ماہ
اے نورِ ذات کبریا، رخشاں توئی رخشاں توئی''

پیکر ترا عکسِ احد ، تہداریِ وحدانیت
تیری زباں آوازِ حق ، ہر لفظ میں ہے رمزیت
پاکیزہ تر تیری ادا ، جس پر فدا ہے صمدیت
''آیاتِ قرآں ابرویت، تفسیرِ قرآں گیسویت
اے روے تو قرآنِ ما ، ایماں توئی ایماں توئی''

اے غم گسارِ این و آں ، صبر و رضا کی انتہا
اے شانِ حُسنِ سادگی ، اے تاج دارِ انبیا
مجھ پر بھی اک چشمِ کرم، اے شاہ کارِ کبریا
''یا مصطفٰے یا مجتبٰی اِرحم لنا اِرحم لنا
دستِ ہمہ بے چارا را، داماں توئی داماں توئی''

ہوں بے کس و بے آسرا، حاشا نہیں کوئی مرا
ہر آدمی مجھ کو سمجھتا ہے یہاں اک سر پھرا
آقا مجھے اب چاہیے ہر حال میں دامن ترا
''من عاصیم ،من عاجزم، من بے کسم حالا مرا
یا شافعِ روز جزا، پرساں توئی پرساں توئی''

یہ جان و دل تجھ پر نثار، آقاے من شاہ ھدیٰ
عریاں نہ ہو میری وفا دے دے تو رحمت کی ردا
سن التفاتِ امجدی کے قلب مضطر کی صدا
''جاؔمی رود از چشمِ ما ، جلوہ نما بہر خدا
جان و دلم ہر دو فدا، جاناں توئی جاناں توئی''

OOO

پریشاں ، مضمحل ہے لا کلامی
امامی ، سیدی ، روحی تہامی
کرم کی اک نظر خیرالانامی
''ز شوقت جاں بلب آمد تمامی
قُم قُم یا حبیبی کم تنامی''
ہے روح افزا جو منظر ، لب ہیں خاموش
گھٹا رحمت کی جیسے زلف بردوش
نہ ہوجائیں ملک اس در پہ بے ہوش
''عمامہ بر سرو جامہ بہ تن پوش
بہ قد سرو و بہ رخ ماہِ تمامی''

جبینِ دل تصور میں ہوئی خم
کہ در اس کا نہیں ہے خلد سے کم
عجب ان کی شہنشاہی کا عالم
''امیدِ خلعتِ شاہی نہ دارم
بہ سر دارم ہمیں داغِ غلامی''

خدا کا پند ہی تو ہے ترا پند
ترا ہر حکم ہے حکم خداوند
دو عالم میں ترا درجہ ہے خرسند
''ہمہ پیغمبراں در جستجویند
خدا داند کہ تو درچہ مقامی''

نکاتِ عشق ہیں اشعارِ جامیؔ
نہیں ہونے کا ختم آزارِ جامیؔ
نصیب امجدیؔ دیدارِ جامیؔ
''بحسنِ اہتمامت کارِ جامیؔ
طفیلِ دیگراں یابد تمامی''

OOO

امامِ رسولاں ، امیر آمدی
بہ قرآں بشیر و نذیر آمدی
بہ چشمِ جہاں بے نظیر آمدی
''تو سلطانِ صاحب سریر آمدی
علی کل شئ قدیر آمدی''
علیم آمدی و خبیر آمدی
تو روشن کنِ ہر ضمیر آمدی
مرادِ صغیر و کبیر آمدی
''بخوبی چو گل بے نظیر آمدی
بہر صورتِ دل پذیر آمدی''

حسب بھی ہے اعلیٰ ہے اعلیٰ نسب
ہے مشکل کشا مولا تیرا لقب
ترے نام سے دور رنج و تعب
''علیؑ نام کردہ بہ ملک عرب
بسوئے غریباں امیر آمدی''
ہے نازِ غلامی مجھے امجدیؔ
عطا خوش کلامی جو یہ رب نے کی
پیامی اک لفظ ہے تیرا ہی
''اَلاَ اِنّی اَنْتَ مِنَ اللّٰہ جامیؔ
سمیعٌ بصیرٌ منیر آمدی''

○○○

خویش را داں کہ خیالِ دگراں چیزے نیست
در نظر شکلِ خوش پیر و جواں چیزے نیست
نیست اسباب و علل تیر و کماں چیزے نیست
''بے نشانست کزو نام و نشاں چیزے نیست
بخدا غیرِ خدا در دو جہاں چیزے نیست''
مصلحت ہے یہی منہ بند رکھو اے واعظ
دوسروں کو بھی تو کچھ دیر سنو اے واعظ
پہلے سمجھو ، تو کوئی بات کہو اے واعظ
''گر ز عشقش خبرے ہست بگو اے واعظ
ورنہ خاموش کہ ایں شور و فغاں چیزے نیست''

کچھ نہیں کچھ نہیں بے سود ہے یہ وہم و گماں
فکر مشکوک میں کیوں کرتے ہو چہرے کو دھواں
دل حصاروں میں یقیں کے ہی مقید ہو میاں
’’چند محجوب نشینی بہ گمانِ دگراں
خیمہ در ملک یقیں زن کہ گماں چیزے نیست‘‘

امجدؔی خاص بھی ہوجاتے ہیں اکثر عامی
خدمتِ خلق میں پوشیدہ ہے خوش انجامی
کوچۂ یار میں کیا حبشی و رومی، شامی
’’بندۂ عشق شدی ترکِ نسب کن جامؔی
کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست‘‘

○○○

رونقِ باغِ جہاں تیری ہی آمد سے بڑھی
ابر رحمت کے ترشّح سے کھلی دل کی کلی
غنچہ و گل کی زباں پر بھی ہے توصیف تیری
''مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربیؐ''
''دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی''

عرش اعظم پہ ہے محفوظ ترا نقشِ قدم
تو ہے محبوبِ خدا تیرا لقب شاہِ امم
تیری توصیف رقم کیسے کرے میرا قلم
''منِ بیدل بہ جمالِ تو عجب حیرانم''
''اللہ اللہ چہ جمال ست بدیں بوالعجبی''

حق کے انوار کے سانچے میں بھلا کون ڈھلا؟
اور کس کو کیا اللہ نے یہ رتبہ عطا؟
رازداں کون ہے خالق کا مگر ترے سوا؟
"نسبتے نیست بذاتِ تو بنی آدم را"
"برتر از عالم وآدم توچہ عالی نسبی"

تیرے ہی فیض سے شاداب ہے باغِ اسلام
تجھ پہ پیغمبری اللہ نے کردی ہے تمام
خالقِ کون و مکاں جانے فقط تیرا مقام
"نخلِ بُستانِ مدینہ زتو سر سبز مدام"
"زاں شدہ شہرۂ آفاق بہ شیریں رطبی"

ایک اک شے میں نظر آتا ہے بس تیرا ہی نور
تیرے چہرے پہ ہیں قربان ملائک اور حور
تیرے اوصاف بیان کرتا ہے خود ربِّ غفور
"ذاتِ پاکِ تو دریں ملکِ عرب کرد ظہور"
"زاں سبب آمدہ قرآں بہ زبانِ عربی"

تیرے اخلاق نے ہر دل پہ جمائی ہے دھاک
تو بہت آگے ہے از سرحد فہم و ادراک
قلب کی آنکھ کا سرمہ ترے قدموں کی خاک
"شبِ معراج عروج تو گذشت از افلاک"
"بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبیؑ"

خوبیاں تیری کرے بھی تو کرے کیسے رقم
بے بسی اپنی بیاں کرتا ہے عاجز ہے قلم
تیرا احسان ہے دنیا پہ رسولِ اکرم
''نسبتِ خود بہ سگت کردم و بس منفعلم
زاں کہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی''

موردِ رنج و الم رہتا ہوں میں شام و سحر
ہوگئی ہے بڑی دشوار مری راہِ سفر
اک نظر خاص مریضِ مرضِ عصیاں پر
''چشمِ رحمت بہ کشا سوے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی''

کیوں نہ ہو مرکزِ امیّد تو اے وجہِ نجات
ساقیِ کوثر و تسنیم ہے بس تیری ہی ذات
پیاس کے ماروں کے لب پر وہاں ہوگی یہ بات
''ماہمہ تشنہ لبا نیم توئی آب حیات
لطف فرماکہ ز حد میگذرد و تشنہ لبی''

اور ہے کس پہ عیاں ربِّ دوعالم کا راز
ساری دنیا کو نظر آتا ہے تیرا اعجاز
تجھ کو اللہ نے بھیجا ہے بنا کر ممتاز
''بر درِ فیض تو استادہ بصد عجز و نیاز
رومی و طوسی و ہندی یمنی و حلبی''

کون دیکھے گا سوا تیرے مرا حالِ تباہ
ہاں کرم سے ترے طے ہوگی مری مشکل راہ
میری بخشش کے لیے تیری ضرورت ہے شاہ
’’عاصیانیم زما نیکیٔ اعمال مخواہ
سوے من روے شفاعت بکن از بی سببی‘‘

میرے شعروں میں نہاں ہیں مرے جذبات دلی
التجا کرتا ہوں سن لیجیے فریاد مری
التفاؔت امجدی پڑھتا رہے شعر قدسی
’’سیّدی انت حبیبی و طبیبِ قلبی
آمدہ سوے تو قدسؔی پے درماں طلبی‘‘

ooo

پیشوائے جہاں معین الدینؒ
قبلۂ عارفاں معین الدینؒ
کعبۂ عاشقاں معین الدینؒ
''خواجۂ خواجگاں معین الدینؒ
فخرِ کون ومکاں معین الدینؒ''
والیٔ چشتیاں معین الدینؒ
مونسِ بے کساں معین الدینؒ
ہادیِ ہادیاں معین الدینؒ
''سرِّ حق را بیاں معین الدینؒ
بے نشاں را نشاں معین الدینؒ''

ان سے قائم ہے جاہِ نورِ قِدم
ان پہ قرباں ہے ماہِ نورِ قِدم
ان سے روشن ہے راہِ نورِ قِدم
''مظہرِ جلوہ گاہِ نورِ قِدم
آفتابِ جہاں معین الدینؒ'

اسوۂ پارسائے اہلِ صفا
نسخۂ کیمیائے اہلِ صفا
مرکزِ اولیائے اہلِ صفا
''مرشد و رہنمائے اہلِ صفا
ہادیِ انس و جاں معین الدینؒ'

خوش نوائے ز خیلِ راہِ یقیں
پیا لۂ سلسبیلِ راہِ یقیں
شہپرِ جبرئیل راہِ یقیں
''عاشقاں را دلیلِ راہِ یقیں
سرّ راہِ گماں معین الدینؒ'

اِرث حسنی حسینی کے وہ امیں
ایسا صابر نظر نہ آئے کہیں
کردی ہموار راہِ حق کی زمیں
''عاشقاں را دلیلِ راہِ یقیں
سرّ راہِ گماں معین الدینؒ'

اے ز نامت سکونِ قلبِ تپاں
مستی و بے خودیٔ روح و رواں
چوں بہ کعبہ دہد بلال اذاں
''خواجہ لامکاں و قدسِ مکاں
آسماں آستاں معین الدینؒ'

عالمِ معرفت کی جاہ و شاں
تیرگی میں ضیائے کاہ کشاں
منزلِ لا مکاں کا نورِ نشاں
''خواجۂ لامکاں و قدسِ مکاں
آسماں آستاں معین الدینؒ'

وہ ہیں منزل تو امجدؔی راہی
ان کی محتاج ہے شہنشاہی
کیوں نہ شے ہاتھ آئے من چاہی
''قربِ حق اے نیاؔز اگر خواہی
سازِ وردِ زباں معین الدینؒ'

ooo

صدموں سے ٹوٹے نہ آئینہ کہیں
مضطرب دل کو قرار آتا نہیں
ہے غبار آلودہ مدت سے جبیں
”یا شفیع المذنبیں حالم ببیں
یک نگہ یا رحمۃ للعالمیں“

آپ ہی کے دم سے ہے یہ رنگ و بو
چاند کو ہے آپ کی ہی جستجو
آپ سے روشن ہوا ہر چار سو
”یک حدیثے از لبِ شیرینِ تو
بہتر از قند و نبات و انگبیں“

جانِ عالم تابکے میں دیکھوں راہ
درد و غم سے دل شکستہ آہ آہ
ہو نہ جائے شہرِ دل میرا تباہ
''رحمۃ للعٰلمینی یک نگاہ
پُر گناہم یا شفیع المذنبیں''
لاج رکھیے اے حبیبِ کبریاؐ
آپ کی رحمت ہی میرا آسرا
ہے یہی بس امجدؔی کی التجا
''یارسول اللہ مبادا گہہ جدا
فرؔد را از آستانِ تو جبیں''

○○○

دلِ عاشقاں مست و سرشار داری
بہ ہر سو عجب گرم بازار داری
کہ ناز و ادائے طرحدار داری
''دو عالم بکاکل گرفتار داری
بہ ہر مو ہزاراں سیہ کار داری''
بھریں خالی جھولی مری یا محمدؐ
ہو چشمِ کرم آپ کی یا محمدؐ
رہے شاخ دل بھی ہری یا محمدؐ
''زسر تا بپا رحمتی یا محمدؐ
نظر جانبِ ہرگنہ گار داری''

نظر ہو تو بھر جائے یہ خالی داماں
عطا کیجیے مجھ کو بخشش کے ساماں
ستارہ مقدّر کا ہو جائے تاباں
''دو ابروئے خم چوں دو شمشیرِ عریاں
دو چشمِ فسوں ساز و عیّار داری''
دکھاوے کا ہے امجدؔی یہ ترا غش
محبت کے تیروں سے خالی ہے ترکش
یہ اقرار تیرا ہے انکار غش غش
''عزیزؔ اللہ کہ از کفر عشقش
نہاں در تہِ خرقہ زنّار داری''

OOO

منم سالار در ہر عرصۂ پیکار می رقصم
منم ظاہر منم باطن دمِ اظہار می رقصم
ندانستم بہ ہست و بود را اخبار می رقصم
''جمالِ خویش می بینم بہر بازار می رقصم
کہ خود را یافتم در خود ازاں اسرار می رقصم''
کہاں سے آئے ہیں دنیا میں اس سے بے خبر ہیں ہم
بباطن کھوگئے ہیں، ظاہراً ہیں وجد میں پیہم
تجسس ہے کہ واقف راز سے ہوجائیں بیش وکم
''دریں عالم نمی دانم کدامم از کجا ہستم
عجب حیرت کہ معدومم ولے ہشیار می رقصم''

تمھیں کیا اے خردمندو تمھیں کیوں فکر ہے آخر
حقیقت راز کی تم پر کبھی ہوجائے گی ظاہر
ہوا ہوں رو برو کیسے کسی دن جانوگے یہ سر
''الا اے زاہدِ غافل بہ بیں صورت مشو منکر
شدم از خود بخود پیدا قلند وار می رقصم''
کبھی ساقی ، کبھی میکش کبھی عامل کبھی صایم
ظہورِ گنج کی خاطر مرا یہ ربط ہے قایم
جھکا کر دیکھ سر ہر رنگ میں ہر شے میں ہوں دایم
''زبیرنگی بہر رنگے تماشہ بیں کہ می آیم
کہ بودم کنز مخفیاً پئے اظہار می رقصم''
زباں سے کیا کروں اپنی بیاں حالِ زوالِ خود
جوابِ وقت بن جاتا ہے ہر پل ہر سوالِ خود
کسی شے سے بھلا یہ امجدؔی کیا دے مثالِ خود
''چہ گویم اے اسدؔ از تو کہ حیرانم ز حالِ خود
گہے بر طور بے ہوشم گہے بردار می رقصم''

○○○

اردو

احساس کی فضاؤں کی حد میں نہ آسکے
ہے کون دوسرا جو خبر اس کی لاسکے
اس کا ہی عکس نور جہاں چاہے جاسکے
''ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سماسکے''
اک ساتھ آسمان و زمیں کو ملاسکے
گلشن کو بے شمار گلوں سے سجاسکے
ہے کون پتھروں کو جو حرکت میں لاسکے
''وحدت میں تیری حرف دوئی کا نہ آسکے
آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے''

کوئی نہ لے گا جام ترا اپنی راہ لے
پیغام تو ہے عام ترا اپنی راہ لے
معلوم ہے مقام ترا اپنی راہ لے
''قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اس کا پیام دل کے سوا کون لاسکے''

ایسا نہ ہوکہ ہونا پڑے تجھ کو شرم سار
رشتہ وہاں کے واسطے کرلے تو استوار
رنگینیِ جہاں پہ نہ کر اتنا اعتبار
''غافل خدا کی یاد پہ مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلادے اگر تو بھلا سکے''

چھانے نہ دے دماغ پہ مایوسیوں کا ابر
اجڑے نہ امجدؔی ترے جذباتِ دل کا شہر
کردے نہ کیوں سراپا ہی اپنا وہ اس کی نذر
''مستِ شرابِ عشق وہ بے خود ہے جس کو حشر
اے دردؔ ! چاہے لائے بہ خود پر نہ لاسکے''

○○○

نہ وہ صبر و جوشِ جنوں رہا نہ وہ تیری جادوگری رہی
نہ رہی وہ سوزشِ آہِ دل نہ اِن آنکھوں میں وہ تری رہی
نہ فضائے رنج و الم رہی، نہ وہ پہلی دردِ سری رہی
''خبرِ تحیّرِ عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی
نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبر رہی''

کوئی آنکھ مجھ سے ملا گیا اب اسی کی دل کو ہے دُھن لگی
شب و روز اُٹھتے یہ بیٹھتے مرے نالوں میں ہے وہ طرفگی
کہ عجیب رنگ میں آ گیا ہوں بدل گئی مری زندگی
''شہ بے خودی نے عطا کیا مجھے اب لباسِ برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی''

جو مزاج کیف و نشاط تھا وہ مزاج آج بدل گیا
مرے قلب وعقل و دماغ پر ترا کیسا جادو یہ چل گیا
جو افق پہ دل کے چمکتا تھا وہی آفتاب تو ڈھل گیا
''چلی سمتِ غیب سے کیا ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخِ نہالِ غم جسے دل کہیں سو ہری رہی''

یہ جو سر وجود و عدم کا ہے، میں عیاں کروں کہ نہاں کروں
دل و جاں عطا کسی اور کی اسے کیسے نذرِ بتاں کروں
کہ طویل قصہ ازل کا ہے اِسے کیا چنین و چناں کروں
''نظر تغافلِ یار کا گلہ کس زباں سے بیاں کروں
کہ شراب صد قدح آرزو خمِ دل میں تھی سو بھری رہی''

مجھے جب کہیں نہ سکوں ملا ، مجھے جب ملی نہ کہیں شفا
کہ دہانِ زخمِ فراق کو کسی چارہ گر کا تھا آسرا
مرے دردِ دل کے ورق سے جب کوئی حرف مٹتا چلا گیا
''وہ عجب گھڑی تھی کہ جس گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا
کہ کتاب عقل کی طاق میں جو دھری تھی تیوں ہی دھری رہی''

مجھے دید تیری کہاں ہوئی ، مرا خواب پورا کہاں ہوا
جو بکھر گئی مری آرزو تو یقین دل کا گماں ہوا
پڑی اس ادا سے تری نظر مرے دل کا درد جواں ہوا
''ترے جوشِ حیرتِ حُسن کا اثر اس قدر جو یہاں ہوا
کہ نہ آئینے میں جلا رہی، نہ پری کی جلوہ گری رہی''

بھلا سر سے ٹالے بھی کس طرح کوئی اس بلائے سراجؔ کو
کہاں تابِ سماعتِ ذوق اب کہ سنے صدائے سراجؔ کو
نہیں امجدیؔ کہ اٹھا سکے کوئی اس عطائے سراجؔ کو
''کیا خاک آتشِ عشق نے دلِ بے نوائے سراجؔ کو
نہ خطر رہا نہ حذر رہا مگر ایک بے خبری رہی''

○○○

اوروں کی طرف پھول بھی خوش بو بھی شجر بھی
جذبات بھی، احساس بھی، الفت کی نظر بھی
ہر شام کی رعنائی بھی پر کیف سحر بھی
’’گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی
اے خانہ بر اندازِ چمن کچھ تو اِدھر بھی‘‘
معلوم نہیں مجھ کو وفا جانے وگرنہ
کیوں آتی نہیں اس کی صدا جانے وگرنہ
ملتا ہی نہیں اس کا پتا جانے وگرنہ
’’کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ
کافی ہے تسلّی کو مری ایک نظر بھی‘‘

کچھ بھی تو سمجھ کیا ہیں خموشی کے اشارے
یہ چاہتے ہیں جاننا جذبوں کے ستارے
یہ ان کو بتا پوچھتے ہیں اشکوں کے دھارے
''اے ابر! قسم ہے تجھے رونے کی ہمارے
تجھ چشم سے ٹپکا ہے کبھو لختِ جگر بھی''
کیا بات ہے کچھ کہتا نہیں کیوں ہے تو خاموش
ان جذبوں سے ارماں بھی ہوئے آج ہم آغوش
بے تاب ہیں جذبوں پہ غضب کا ہے مرے جوش
''تنہا ترے ماتم میں نہیں شام سیہ پوش
رہتا ہے سدا چاک گریبانِ سحر بھی''
یہ وقتِ سحر پوچھتا ہے امجدؔی اک بات
کیا بات تھی بے چین تھی کیوں اتنی تری ذات
سوکھے ہوئے موسم میں نظر آتی ہے برسات
''سوداؔ تری فریاد سے آنکھوں میں کٹی رات
آئی ہے سحر ہونے کو ٹک تو کہیں مر بھی''

○○○

عالمِ اضطراب کی سی ہے
ایک مبہم سے خواب کی سی ہے
سر پہ بارِ عذاب کی سی ہے
''ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش شراب کی سی ہے''
کہیے جادو کہ دل ربا کہیے
ایک سرمایۂ حیا کہیے
چاہ کہیے کہ مدّعا کہیے
''ناز کی اس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے''

بے قرار اپنے دل کو پاتا ہوں
سر اٹھاتا ہوں اور جھکاتا ہوں
آگے بڑھتا ہوں پیچھے آتا ہوں
''بار بار اس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے''

بلبلوں کی چہک کا ہے انداز
اس میں پوشیدہ ہے گلوں کا راز
سن کے بجنے لگا ہے دل کا ساز
''میں جو بولا کہا کہ یہ آواز
اسی خانہ خراب کی سی ہے''

التفاتؔ آرزو کی راہوں میں
خوشبوئیں بس گئی ہیں سانسوں میں
حسن سمٹا ہوا ہے بانہوں میں
''میرؔ ان نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے''

○○○

سودائے عشق بہر دل میں نے کیا جو ہو سو ہو
جوشِ جنوں میں ہوگئی مجھ سے خطا جو ہو سو ہو
اس کے لیے قبول ہے مجھ کو سزا جو ہو سو ہو
''عشق میں تیرے کوہ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عیش و نشاطِ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سو ہو''
تجھ کو خبر کہاں ہے یہ کیسے شکستہ دل ہوا
تیرا علاجِ کرب تو میرے نہ کام آئے گا
میرا خیال چھوڑ دے پاس نہیں ترے دوا
''مجھ سے مریض کو طبیب ہاتھ تو اپنا مت لگا
اس کو خدا پہ چھوڑ دے بہر خدا جو ہو سو ہو

یہ ہے تقاضا عشق کا ہوش کی بات بھول جا
موجِ طرب کا لے مزا لطفِ حیات تو اٹھا
پی کے شرابِ عاشقی دل کی تشنگی بجھا
''عقل کے مدرسے سے اُٹھ عشق کے مے کدے میں آ
جامِ فنا و بے خودی اب تو پیا جو ہو سو ہو''

عقل و خرد کا آشیاں کس کی نگاہ سے جلا
میرے جنونِ عشق کو کس کی ہنسی نے دی ہوا
کیسے دھواں ہوا یہ دل مجھ کو نہ کچھ پتا چلا
''لاگ کی آگ لگ اُٹھی پنبہ نمط وہ جل گیا
رختِ وجودِ جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو''

کس کو سناؤں حال دل مجھ کو ہے اُس کی جستجو
رہ رہ کے یاد آئی جو وصل کی شب کی گفتگو
اشک وفا کی شکل میں آنکھوں سے ٹپکی آرزو
''ہجر کی جو مصیبتیں عرض کیں اس کے روبرو
نازو ادا سے مسکرا، کہنے لگا جو ہو سو ہو''

حسن کا راگ کچھ نہیں عشق کا ساز کچھ نہیں
میری نگاہِ شوق میں کیف کا راز کچھ نہیں
آنکھوں میں اپنی امجدؔی باعثِ ناز کچھ نہیں
''دنیا کے نیک و بد سے کام ہم کو نیاز کچھ نہیں
آپ سے جو گزر گیا پھر اسے کیا جو ہو سو ہو''

OOO

صدائے خدا ہے صدائے محمدؐ
رضائے خدا ہے رضائے محمدؐ
مرا دل ہے مجھ سا گدائے محمدؐ
''سمجھتا ہے اُس کو خدائے محمدؐ
میں ہوں جان و دل سے فدائے محمدؐ''
کسی کو بھی ہمدرد اپنا نہ سمجھا
کوئی ابر، صحرائے دل پر نہ برسا
مصیبت پڑی تو کسی نے نہ پوچھا
''برے وقت میں، میں نے ہرگز نہ دیکھا
کوئی داد رس ما سوائے محمدؐ''

کئی دین کے رہنما تھے و لیکن
زمانے میں اہلِ وفا تھے و لیکن
یہ سچ ہے کہ سب پارسا تھے و لیکن
''پیمبر سبھی با صفا تھے و لیکن
نہ تھی ایک میں بھی صفائے محمدؐ''

چمن زار کے سارے ساماں کو رنگیں
گل بندگی سے گلستاں کو رنگیں
عبادت کے رنگوں سے ایماں کو رنگیں
''کیا خون سے اپنے قرآں کو رنگیں
کہ عثمانؓ میں تھی حیائے محمدؐ''

لہو پی کے یہ امجدؔ رس گئی ہے
یہ جذبات کی چکی میں پس گئی ہے
یہیں تو نہیں چشمِ نرگس گئی ہے
''زبانِ قلم مصحفیؔ گِھس گئی ہے
کہاں تک لکھوں میں ثنائے محمدؐ''

○○○

زمانے کے ستائے ہم ذلیل و خوار بیٹھے ہیں
مگر کچھ کر گزرنے کو بھی یہ غم خوار بیٹھے ہیں
چھپائے اپنے دل میں جذبوں کی منجدھار بیٹھے ہیں
''کمر باندھے ہوے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیّار بیٹھے ہیں''
ابھی ہے ذہن و دل پر یاس طاری، راہ لگ اپنی
ابھی ہیں اشکِ غم آنکھوں سے جاری، راہ لگ اپنی
نہیں بھاتیں ادائیں تیری، پیاری راہ لگ اپنی
''نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں''

دعا ہے یہ نہ ایسا وقت کوئی آئے ساقی پر
کہ پڑ جائے نہ رندوں کے دلوں کی ہائے ساقی پر
نہ ارواحِ خبیثہ ڈالیں اپنے سائے ساقی پر
''تصوّر عرش پر ہے اور سر ہے پائے ساقی پر
غرض کچھ اور دُھن میں اس گھڑی مے خوار بیٹھے ہیں''

کہاں قیصر کہاں کسریٰ کہاں جم اور کہاں ''کے'' ہے
تو اپنے آپ میں کھو جا کہ یہ بھی نشۂ مے ہے
قلندر وار زندہ رہ خوشی کیسی یہ کیا'' ہے'' ہے
''کہاں صبر و تحمّل آہ ننگ و نام کیا شے ہے
یہاں رو پیٹ کر ان سب کو ہم یک بار بیٹھے ہیں''

بس اتنا عرض کرنے التفاتؔ امجدی آیا
کہ یوں افسردہ رہنا رات دن تیرا نہیں اچھّا
ہے دل کیوں اس قدر بیتاب ذہن الجھا ہے کیوں اتنا
''بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاؔ
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں''

OOO

اتنی دشوار وہ منزل کبھی ایسی تو نہ تھی
وہ نظر پہلے سے قاتل کبھی ایسی تو نہ تھی
چاہ اس شوخ سے بددل کبھی ایسی تو نہ تھی
''بات کرنی مجھے مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی
جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی''
مجھ کو سنگین سزا لگتا ہے کیوں تیرا پیار
اچھی کیوں لگتی نہیں ضبط کے ہونٹوں کی پکار
کس کی آنکھوں کو کھٹکتا تھا تحمّل کا نکھار
''لے گیا چھین کے کون آج مرا صبرو قرار
بے قراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی''

ظلمتِ غم میں تری یاد کا چمکے جگنو
دور رہ کر بھی مرے سر پہ ہے تیرا گیسو
دل میں پھیلی ہے مرے تیری صدا کی خوشبو
''تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی''

کس کے احساس کے پھولوں نے تجھے مہکایا
اشک کس کا ترے دامن کے بتا کام آیا
کس کے جذبات کے شعلوں نے تجھے لہکایا
''عکس رخسار نے کس کے ہے تجھے چمکایا
تاب تجھ میں مہِ کامل کبھی ایسی تو نہ تھی''

امجدی نے تری الفت کا بڑھایا ہے وقار
آج اس بات کا کرنے دے زباں سے اظہار
جو کیا تجھ سے نبھایا کہ نہیں وہ اقرار
''کیا سبب تو جو بگڑتا ہے ظفؔر سے ہر بار
خو تری حور شمائل کبھی ایسی تو نہ تھی''

OOO

فرزانگی چلے نہ تو دیوانگی چلے
جذبِ وفورِ عشق نہ زورِ خودی چلے
مرضی سے اپنی کیسے یہاں کوئی بھی چلے
''لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے''
دیر و حرم میں جی نہ کلیسا سے دل لگے
ساحل پسند آئے نہ دریا سے دل لگے
گلزار بھائے مجھ کو نہ صحرا سے دل لگے
''بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے''

کس نے کسی کا، غم کی فضا میں دیا ہے ساتھ
کب دوستوں نے جورو جفا میں دیا ہے ساتھ
کس نے فغان و آہ و بکا میں دیا ہے ساتھ
’’دنیا نے کس کا راہِ فنا میں دیا ہے ساتھ
تم بھی چلے چلو یوں ہی جب تک چلی چلے‘‘

خارِ مغیلاں ہو تو رگوں میں چُبھو وہی
بد عہدی کا ہو تخم اگر، دل میں بو وہی
تجھ کو رہِ وفا میں جو کھونا ہے کھو وہی
’’نازاں نہ ہو خرد پہ جو ہونا ہے ہو وہی
دانش تری نہ کچھ مری دانشوری چلے‘‘

دل چوٹ کھائے پھولوں کے جب بانکپن سے ذوقؔ
اپنوں کی بزم، دوستوں کی انجمن سے ذوقؔ
اکتا کے امجدؔی بھی یہاں کے چلن سے ذوقؔ
’’جاتے ہوائے شوق میں ہیں اِس چمن سے ذوقؔ
اپنی بلا سے بادِ صبا اب کبھی چلے‘‘

OOO

مرے اضطرابِ دل پر انھیں اعتبار ہوتا
مرا ذکر ان کے لب پر وہاں بار بار ہوتا
صفِ صاحبانِ دل میں مرا بھی شمار ہوتا
''یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا''
ترا شیوہ یہ رہا ہے سبھی سے نظر ملانا
ترا یہ فریب پیہم تو بہت ہی ہے پرانا
تری مسکراہٹوں کو کبھی ہم نے سچ نہ مانا
''ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر جاتے اگر اعتبار ہوتا''
کوئی آکے بھی تو سمجھے ترے تیرِ نیم کش کو
کوئی آنکھ سے تو دیکھے ترے تیرِ نیم کش کو
کوئی ہاتھ سے تو پرکھے ترے تیرِ نیم کش کو
''کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا''

سنوں میں بھی کیا کمی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کہیں کیا خطا ہوئی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
یہ تو مجھ سے دشمنی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
''یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا''

وہ بھرم جو جھوٹ کا ہے وہ بھرم بری بلا ہے
تو جو روز روز کھائے وہ قسم بری بلا ہے
یہ سمجھتا کیوں نہیں ہے یہ ستم بری بلا ہے
''کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شبِ غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا''

ترے بارے میں خرد سے کہاں دل نے جا کے پوچھا
ترے جذبۂ تبسّم کو ٹٹول کر نہ دیکھا
تری آنکھ کے اشارے کا مزاج کیوں نہ سمجھا
''ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا''

سبھی لوگ جانتے ہیں ترے فن کی شان غالبؔ
تو غزل کی آبرو ہے تو غزل کی جان غالبؔ
جو ہے التفاتؔ دھرتی تو تو آسمان غالبؔ
''یہ مسائلِ تصوف یہ ترا بیان غالبؔ
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

○○○

وہ سہانی شب کی حسیں فضا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نرالی سب سے بھلی ادا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ نگاہِ شوق سے دیکھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
''وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی وعدہ یعنی نباہ کا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو''
وہ تمھاری گفتگو پُر مزا وہ نصیحتیں وہ ہدایتیں
وہ تمھاری چشم خموش کی مری جان و دل پہ عنایتیں
وہ شبِ وصال کی مستیاں وہ سہولتیں وہ رعایتیں
''وہ نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں
وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو''

جو پرانی بات بھی میں نے کی تمھیں وہ بھی بات نئی لگی
مری خشک آنکھ بھی میری جاں تمھیں شمع عاشقی ہی لگی
کئی بار تم نے یہی کہا تمھیں خلد میری گلی لگی
''کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمھارے جی کو بری لگی
تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو'

شبِ وصل ہم جو چکور تھے، وہ تمھاری شکل بھی تو ماہ تھی
تھیں بہم مزے کی وہ چٹکیاں رہ و رسم میں بھی نباہ تھی
تھیں تبسّموں کی جو بجلیاں مگر آنچلوں میں پناہ تھی
''کبھی ہم میں تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی
کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو'

وہ مری نظر میں تھا راہزن جسے سب سمجھتے تھے رہنما
جو چراغ طاقِ وفا پہ تھا وہی ظلمتوں کا نشاں ہوا
جو بھلا تھا پہلے وہ امجدؔی تمھیں اب نظر آتا ہے برا
''جسے آپ گنتے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے باوفا
میں وہی ہوں مومنؔ مبتلا تمھیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو'

OOO

صبحِ منور روے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
شامِ حرا گیسوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مظہرِ فیضِ خوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
''آئی نسیمِ کوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کھنچنے لگا دل سوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم''
میری نظر ہے سوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دل میں رواں ہے جوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پھیلی ہے کیا خوشبوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
''کعبہ ہمارا کوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مصحفِ ایماں روے محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

عشق میں اس کے آنکھ بھی نم ہے اس کے ہی در پر سر بھی خم ہے
رخ پہ ہے جب سے نورِ مسرت دل میں کہاں اب کوئی غم ہے
اس کی نظر ہے حال پہ میرے، زیست پہ میری اس کا کرم ہے
''نام اسی کا بابِ کرم ہے دیکھ یہی محراب حرم ہے
دیکھ خمِ ابروے محمد صلی اللہ علیہ وسلم''
ان کا تصوّر، ان کی یادیں دل میں لیے نورانی جذبہ
ان کا گلشن ان کی بہاریں، ان کی منزل ان کا رستہ
سب کی نظر میں حاصلِ جنّت ان کی گلی ہے ان کا روضہ
''ہم سب کا رخ سوے کعبہ سوے محمدؐ روے کعبہ
کعبے کا کعبہ کوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
گلشن گلشن کوچہ کوچہ، رحمت کی پروائی لہکی
دریا دریا صحرا صحرا نامِ نبی کی خوشبو پھیلی
امجدؔی ان کی چشمِ کرم سے الجھی زلف دنیا سلجھی
''بھینی بھینی خوشبو لہکی ، بیدؔم دل کی دنیا مہکی
کھل گئے جب گیسوے محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

○○○

خدا نے خود ہی بڑھائی ہے آبروے رسولؐ
جہاں میں پھیلے نہ ہر سمت کیسے بوے رسولؐ
یہ بات کیسے کہے گا کوئی عدوے رسولؐ
''عدم سے لائی ہے ہستی میں آرزوے رسولؐ
کہاں کہاں لیے پھرتی ہے جستجوے رسولؐ''
دیارِ نور کے گلزار کی فضا کی قسم
چمکتے آئینۂ زہد کی جلا کی قسم
کلامِ حق کی قسم، رحمتِ خدا کی قسم
''تلاشِ نقشِ کفِ پاے مصطفیٰ کی قسم
چُنے ہیں آنکھوں سے ذرات خاکِ کوے رسولؐ''

نجومِ کاہکشاں ماہِ آرزو کی ضیا
متاعِ چرخِ کہن نورِ حق میں ڈوبی فضا
ادب کے ساتھ یہ کہتی ہے جھک کے بادِ صبا
''بلائیں لوں تری اے جذبِ شوقِ صلی علیٰ
کہ آج دامنِ دل کھینچ رہا ہے سوے رسولؐ''

کسی کے چہرے پہ عکس ضیائے اختر ہے
کوئی قناعت و صبر و رضا کا محور ہے
کوئی تو آیتِ قرآنِ حق کا مظہر ہے
''شگفتہ گلشنِ زہرا کا ہر گل تر ہے
کسی میں رنگِ علی اور کسی میں بوے رسولؐ''

قریب آنے نہ پائیں ہجومِ رنج و الم
چھپا لیں چادرِ رحمت میں مجھ کو شاہِ امم
اک ایک پل رہے اے امجدؔی نبی کا کرم
''عجب تماشا ہو میدانِ حشر میں بیدؔم
کہ سب ہوں پیشِ خدا اور میں روبروے رسولؐ''

○○○

جہاں میں ہوں برباد یا مصطفیٰؐ
رہوں میں نہ ناشاد یا مصطفیٰؐ
مرا دل ہو آباد یا مصطفیٰؐ
’’کرو غم سے آزاد یا مصطفیٰؐ
تمھیں سے ہے فریاد یا مصطفیٰؐ‘‘

پڑے پیچھے دنیا خدا نہ کرے
سپردِ فریب و ریا نہ کرے
ستم ظلم کی انتہا نہ کرے
’’نہ پامال مجھ کو زمانہ کرے
نہ مٹّی ہو بر باد یا مصطفیٰؐ‘‘

ترا ہی نشہ دل پہ طاری رہے
تری یاد خوشیوں پہ بھاری رہے
مری زیست پر فیض باری رہے
’’زباں پر ترا نام جاری رہے
کرے دل تری یاد یا مصطفیٰؐ‘‘

نہ بھٹکے کبھی میرا عہدِ شباب
کتابِ عمل میں رہے تیرا باب
کرم تیرا بن جائے تعبیرِ خواب
''نہ چھوٹے کبھی مجھ سے راہِ ثواب
نہ ہو ظلم و بیداد یا مصطفیٰؐ''

بہر حال تیری اطاعت کرے
مری زندگی تیری چاہت کرے
مری شاعری تیری مدحت کرے
''عطا مجھ کو اللہ ہمّت کرے
بجا لاؤں ارشاد یا مصطفیٰؐ''

نہ گھبراؤں غم کی سیہ رات سے
رہوں مست بس تیرے نغمات سے
سکوں دل کو حاصل تری بات سے
''رہوں حشر میں آپ کی ذات سے
طلب گارِ امداد یا مصطفیٰؐ''

شب و روز لو امجدؔی کی خبر
سفر میں نہ ہو اس کو کوئی بھی ڈر
دعاؤں میں ہو اس کی پیدا اثر
''عنایت کی ہو جائے اس پر نظر
رہے داغؔ دل شاد یا مصطفیٰؐ''

OOO

ہے بحرِ بے کراں جوے محمدؐ
ہے رشکِ مشک خوشبوے محمدؐ
ہلالِ نو ہے ابروے محمدؐ
''کہاں گلشن کہاں روے محمدؐ
کہاں سنبل کہاں موے محمدؐ''

بدن پر حسن ہو جیسے قبا کا
ہے رشتہ غنچہ و بادِ صبا کا
خوشی سے ہے جو رشتہ مرحبا کا
''ہے عالم آہن و آہن ربا کا
کھنچا جاتا ہے دل سوے محمدؐ''

ردائے شرع جو بخشی نبیؐ نے
اسے سمجھا بھی عقل و آگہی نے
نہ اپنی قدر جانی آدمی نے
''نہ چھانی مشتِ خاک اپنی کسی نے
ہے دل ہی میں رہ کوے محمدؐ''

ملے نادار کو جیسے خزانہ
سرِ مفلس پہ ہے تاجِ شہانہ
ہے رحمت کے لیے یہ اک بہانہ
''دل صد چاک میں مانندِ شانہ
رچی ہے بوئے گیسوے محمدؐ''

وہی تو تھے سبب اک حرف کن کے
لیا لفظِ رحیم اسماء سے چن کے
کریم ان کو کہا جامی نے سن کے
''ہیں کیا رحم و کرم بندوں پہ ان کے
خدا سے ملتی ہے خوے محمدؐ''

انوکھا ہے ہر اندازِ مسیحا
دلوں کو بھاتا ہے نازِ مسیحا
کوئی کیا سمجھے گا رازِ مسیحا
''دم جاں بخش اعجازِ مسیحا
نسیمِ گلشنِ کوے محمدؐ''

وہ دیکھو التفاتؔ آتا ہے آسیؔ
زباں پر یانبیؐ لاتا ہے آسیؔ
سوے طیبہ چلا جاتا ہے آسیؔ
''حیاتِ جاوداں پاتا ہے آسیؔ
قتیلِ تیغِ ابروے محمدؐ''

○○○

پنہاں ہے اعتبارِ وفا کا گہر کہاں
ملتا ہے دیکھیں مجھ کو سکونِ جگر کہاں
ہوتا ہے ختم دیکھیے اپنا سفر کہاں
''ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں''

اس کا فریب اور ہی ہے گھات ہی کچھ اور
عارض سے دن ہیں، زلفوں سے ہے رات ہی کچھ اور
دل جس کو چاہتا ہے وہ ہے ذات ہی کچھ اور
''ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالم میں تجھ سے لاکھ سہی تو مگر کہاں''

اپنی دعا یہی ہے کہ ہر کام ہو بخیر
ہو خیریت سے صبح مری شام ہو بخیر
سب سامنے ہوں بندۂ بے دام ہو بخیر
''یارب اس اختلاط کا انجام ہو بخیر
تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں''

لگتی نہیں ہے اچھی فضا ترکِ عشق کی
چبھتی ہے ذہن و دل میں صدا ترکِ عشق کی
کیا چل گئی ہے کوئی ہوا ترکِ عشق کی
''ہوتی نہیں قبول دعا ترکِ عشق کی
دل چاہتا نہ ہو تو زباں میں اثر کہاں''

محفل اجڑ چکی ہے تو نے ڈھونڈتے ہو اب
بربط کے ٹوٹے تاروں میں لَے ڈھونڈتے ہو اب
جو شے یہاں نہیں ہے وہ شے ڈھونڈتے ہو اب
''حالیؔ نشاط و نغمہ و مے ڈھونڈتے ہو اب
آئے ہو وقتِ صبح رہے رات بھر کہاں''

ooo

آنکھوں کے سامنے ہے دل کش نظام تیرا
ہے رنگ صبح تیرا ہے کیف شام تیرا
مخلوق دوجہاں پر ہے فیضِ عام تیرا
''اے بے نیاز مالک ہے نام تیرا
مجھ کو ہے ناز تجھ پر میں ہوں غلام تیرا''
پیتا رہوں ہمیشہ بھر بھر کے جام تیرا
ہر ایک انجمن میں ہو جلوہ عام تیرا
جاری رہے نہ کیوں کر سچّا پیام تیرا
''ہو شوق مرتے دم تک اے خوش خرام تیرا
آنکھوں میں دم ہو اپنے لب پر ہو نام تیرا''

تیرا خیال دل میں ہر لمحہ ہر گھڑی ہے
ہر پھول ہر کلی میں تیری ہی دل کشی ہے
چشمِ کرم ہو مجھ پر یہ التجا مری ہے
''میں ہوں ضعیف بندہ تو مالکِ قوی ہے
عصیاں ہے فعل میرا بخشش ہے کام تیرا''

کیا! التفاتؔ ہوگا اس روز ان کا تیور
سب کو دکھائی دے گا وہ خوف ناک منظر
ہر سمت نفسی نفسی ، پرساں پدر نہ مادر
''ہوگا بڑے بڑوں کا ہنگامہ روزِ محشر
اکبرؔ قبول ہوگا کیوں کر سلام تیرا''

OOO

کہتے ہیں جسے ایوانِ سخن اس ایواں کی محراب ہیں ہم
الفاظ کا جادو ہم سے ہے معنی کے لیے بھی آب ہیں ہم
گوشے میں سمٹ کر رہتے ہیں افسانۂ دل کا باب ہیں ہم
''ڈھونڈو گے اگر ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم''
پہلے سے جو ہوتا آیا ہے وہ آج ہوا یا کل نہ ہوا
کب جذبہ مرا خاموش رہا کب تیرے لیے پاگل نہ ہوا
کب اشک نہ ٹپکے آنکھوں سے کب دشتِ وفا جل تھل نہ ہوا
''اے درد پتہ کچھ تو ہی بتا اب تک یہ معمّہ حل نہ ہوا
ہم میں ہے دل بے تاب نہاں، یا آپ دل بے تاب ہیں ہم''

مغموم نہیں تنہائی پر، شاداں ہوں نہ رنگِ محفل پر
چاہت سے نہ دیکھا تاروں کو مائل نہ ہوا مہِ کامل پر
اٹھی ہی نہیں اوروں کی طرف مرکوز نظر ہے منزل پر
’’میں حیرت و حسرت کا مارا خاموش کھڑا ہوں ساحل پر
دریائے محبت کہتا ہے ’آ‘ کچھ بھی نہیں پایاب ہیں ہم‘‘

پھسلن ہے بہت تو پھسلتے ہیں منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
حسرت کا ہی ہاتھ وہ ملتے ہیں منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
سب آتشِ وقت میں جلتے ہیں منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
’’لاکھوں ہی مسافر چلتے ہیں منزل پہ پہنچتے ہیں دو ایک
اے اہلِ زمانہ قدر کرو نایاب نہ ہوں کم یاب ہیں ہم‘‘

بیٹھا ہے نشانہ سادھے ہوئے صیّاد، یہ کہلا بھیجا ہے
کب کرنے لگے گلشن پہ خزاں بیداد، یہ کہلا بھیجا ہے
ہو جائیں نہ ہم بھی فرقت میں برباد، یہ کہلا بھیجا ہے
’’مرغانِ قفس کو پھولوں نے اے شاؔد یہ کہلا بھیجا ہے
آ جاؤ جو تم کو آنا ہو ایسے میں، ابھی شاداب ہیں ہم‘‘

OOO

نگاہیں دیکھ لیں روے محمدؐ
ملے پاکیزہ خوش بوے محمدؐ
رواں ہے جس جگہ جوے محمدؐ
''دلا، لے چل ہمیں سوے محمدؐ
دکھا دے جنّتِ کوے محمدؐ''

چہکتا ہے جہاں ایماں کا بُلبل
عقیدت کا جہاں اگتا ہے سُنبل
جہاں محفوظ ہے سرمایۂ کُل
''چمن قرآن ہے ہر لفظ ہے گُل
نہاں ہر گُل میں ہے بوے محمدؐ''

چراغِ دل منوّر ہو رہا ہے
جو پتھر تھا وہ گوہر ہو رہا ہے
ہر اک کانٹا گُلِ تر ہو رہا ہے
''مشامِ جاں معطّر ہو رہا ہے
زہے سودائے گیسوے محمدؐ

ہر اک ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہیں
زمانے کے لیے رب کی عطا ہیں
گلستانِ شریعت کی فضا ہیں
''محمدؐ پھول ہیں واعظ صبا ہیں
کہ پھیلاتے پھریں بوے محمدؐ''

ہر اک چہرے کو آئینہ دکھا دو
جو دل سویا ہے اس دل کو جگا دو
سمجھ کر فرض تم اس کو نبھا دو
''یہ مژدہ اہلِ عالم کو سنا دو
بھری رحمت سے ہے خوے محمدؐ''

نبی کے گھر ملائک بھیجتے ہیں
ضیا پیکر ملائک بھیجتے ہیں
جھکا کر سر ملائک بھیجتے ہیں
''درود اُس پر ملائک بھیجتے ہیں
توجہ جس کی ہو سوے محمدؐ

دعا یہ دل مرا کرتا ہے اکثر
وجود اس کا بھی ہو جاے معطّر
کرم ہو جاے اس کا امجدؔی پر
''خدا کا لطف ہے اس دل پہ اکبؔر
کشش جس دل کی ہے سوے محمدؐ''

○○○

یہ مے ہے بہت مہنگی کیوں کہتے ہو سستی ہے
انگور کی بیٹی کے ہر انگ میں مستی ہے
اس کو نہ برا سمجھو، یہ چیز بھی اچھی ہے
''ہنگامہ ہے کیوں برپا تھوڑی سی جو پی لی ہے
ڈاکا تو نہیں مارا، چوری تو نہیں کی ہے''

اس میں نہ شکستیں ہیں، اس میں نہ تو ماتیں ہیں
اس میں کہاں دھوکا ہے اس میں کہاں گھاتیں ہیں
ہیں اس سے سہانے دن،اس سے حسیں راتیں ہیں
''نا تجربہ کاری سے واعظ کی یہ باتیں ہیں
اِس رنگ کو کیا جانے، پوچھو تو کبھی پی ہے''

لگ جاتی ہے منھ جس کے ہوتا ہے وہ مستانہ
یہ شمعِ محبت ہے ہر رند ہے پروانہ
مدّاح ہے جام اِس کا، قربان ہے پیمانہ
''اُس مے سے نہیں مطلب دل جس سے ہو بے گانہ
مقصود ہے اُس مَے سے دل ہی میں جو کھنچتی ہے''

احساس کے دامن پر آنسو کی طرح بہہ لو
خاموش زباں سے تم حالِ دلِ غم کہہ لو
جیسا وہ کہیں سُن لو، جیسے وہ کہیں رہ لو
’’واں دل میں کہ صدمے دو، یاں جی میں کہ سب سہہ لو
ان کا بھی عجب دل ہے میرا بھی عجب جی ہے‘‘

کیا کوئی بہکتا ہے انوارِ الٰہی سے
ہر پھول مہکتا ہے انوارِ الٰہی سے
گوہر بھی دمکتا ہے انوارِ الٰہی سے
’’ہر ذرہ چمکتا ہے انوارِ الٰہی سے
ہر سانس یہ کہتی ہے ہم ہیں تو خدا بھی ہے‘‘

اس میں بھی تو پوشیدہ قدرت کے کرشمے ہیں
ہر باغ میں پھولوں کی زینت کے کرشمے ہیں
خوشبوے محبت کی عظمت کے کرشمے ہیں
’’سورج میں لگے دھبّا فطرت کے کرشمے ہیں
بُت ہم کو کہیں کافر اللہ کی مرضی ہے‘‘

یہ کہہ کے گئے غالب یہ کہہ کے گیا حاتم
بڑھ جاتا ہے جب نشّہ تب ہوتا ہے وہ نادم
کون امجدیؔ دنیا میں صہبا کا نہیں خادم
سچ کہتے ہیں شیخ اکبرؔ ہے طاعتِ حق لازم
ہاں ترکِ مَے و شاہد یہ اُن کی بزرگی ہے‘‘

○○○

صاحبِ فخرِ زماں فخرِ زمیں پیدا ہوئے
نورِ رحمت زینتِ عرشِ بریں پیدا ہوئے
تیرگیِ دہر میں ماہِ مبیں پیدا ہوئے
''آج فخرِ رحمۃ للعٰلمیں پیدا ہوئے
آج شرفِ انبیاء و عارفیں پیدا ہوئے''
ان کی آمد ہی کی برکت سے ہیں ساری برکتیں
ان کی چاہت پر زمانے کی نچھاور چاہتیں
ختم محبوبِ دو عالم پر ہیں ساری رفعتیں
''کیوں نہ ہوویں سلب اس دم اہل شر کی قوتیں
قادرِ ادراک کشف المکیں پیدا ہوئے''

سُوزنِ تدبیر سے دامانِ ہستی کو سیا
تلخیوں کے گھونٹ کو صبر و تحمل سے پیا
جذبۂ مہرواخوّت سے دلوں کو بھر دیا
’’طور پر موسیٰ کو جس کے جلوے نے بے خود کیا
آؤ مشتاقو وہ جانِ عاشقیں پیدا ہوئے‘‘
اب نہ ٹھہرے گی دلوں میں ظلمتِ وہم و گماں
اب نظر آئے گا ہر سو نورِ رحمت کا سماں
اب سجے گا غنچۂ ایماں سے دل کا گلستاں
’’پائیں گے اب رستگاری درد مندانِ جہاں
دافعِ آزار و غم اہلِ حزیں پیدا ہوئے‘‘
اب تباہی کا نہیں ہو گا کہیں ساماں اسدؔ
ہو نہیں سکتا ہے اب گلشن کوئی ویراں اسدؔ
اب نہ لوٹے التفاتِ امجدی ایماں اسدؔ
’’اب نہ ہوگی ان کے باہم بحث اے سلطاں اسدؔ
دعویِ تصدیق ملّت اہلِ دیں پیدا ہوئے‘‘

OOO

جہاں میں ہر طرف ہے تذکرہ تیری ہدایت کا
تری اُمت کو ہو سکتا نہیں ہے ڈر قیامت کا
رہے گا سر پہ تیرے تاج محشر میں شفاعت کا
''تو ہی خاتم نبوّت ہے تو ہی خاتم رسالت کا
خدا سے سلسلہ ملتا ہے جب تیری نجابت کا''
سہارا بن کے تو آیا ہر اک نادار و مسکیں کا
ہمیشہ تو نے پونچھا اشک غم ہر ایک غمگیں کا
تو ہی حق دار ہے کونین میں تعریف و تحسیں کا
''نشاں عالم میں قایم ہے تیری تعلیم و تلقیں کا
پھریرا اڑ رہا ہے آج تک تیری ہدایت کا''
کسی اہلِ شریعت سے کسی اہلِ طریقت سے
کسی اہلِ تصوف سے کسی اہلِ عقیدت سے
کسی غمخوار و مونس سے کسی معمار ملّت سے
''نہ ویسا بن پڑا ہرگز کسی اہلِ نبوت سے
دکھایا جیسا تو نے راستہ ملکِ حقیقت کا''

مناظر عام تھے ہرسو یہاں دل کی اذیّت کے
دماغوں میں بھی لہراتے تھے سائے خوف ودہشت کے
ترے آتے ہی بادل چھٹ گئے سر سے مصیبت کے
''دہل اٹھّے ہیں دل جس کی صدا سے اہل کثرت کے
بجایا تونے نقارہ جہاں میں ایسا وحدت کا''

بھڑکتے تھے جو شعلے کی طرح وہ ہوگئے شبنم
زمانے کے جو قاتل تھے بنے وہ زخم کا مرہم
محبت ہی کا لہرایا جہاں میں ہرطرف پرچم
''شباہت میں تری آیا وہ حُسنِ فتنۂ عالم
کیا نظّارہ اہلِ دید نے یوں تیری صورت کا''

اثر کس ذات پر کرتی بھلا گفتارِ نمرودی
کبھی سر سبز ہوسکتا نہ تھا کردارِ نمرودی
اِسے گرنا تھا آخر گرگئی دیوارِ نمرودی
''جلاتی کیسے ابراہیم کو وہ نارِ نمرودی
جما تھا نقشہ ان کے سامنے تیری حمایت کا''

بھلا کیا امجدؔی بھٹکے کبھی باطل کے صحرا میں
ڈبوسکتا نہیں طوفان اس کی ناؤ دریا میں
نہ گونجے کیوں یہ نغمہ آج ایوانِ تمنّا میں
''رہے گا وہ جدا حق سے اسدؔ لاریب دنیا میں
جو سمجھے گا تجھے منکر محمدؐ کی اطاعت کا''

○○○

کلی کلی کی زباں لا الــــہ الا الــلـــہ
چمن چمن کا سماں لا الــــہ الا الــلـــہ
یقینِ حق کا مکاں لا الــــہ الا الــلـــہ
''خودی کا سرِّ نہاں لا الــــہ الا الــلـــہ
خودی ہے تیغ فساں لا الــــہ الا الــلـــہ''
متاعِ جذبۂ تعظیم کی تلاش میں ہے
فضائے عظمتِ تکریم کی تلاش میں ہے
جنونِ شوق کی تفہیم کی تلاش میں ہے
''یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا الــــہ الا الــلـــہ''
ستم کا کبر کا فسق و فجور کا سودا
سرور و کیف و خوشی کے وفور کا سودا
کہاں ہوا ہے اندھیروں میں نور کا سودا
''کیا ہے تو نے متاعِ غرور کا سودا
فریب سود و زیاں لا الــــہ الا الــلـــہ''

کہاں رہا ہے تو اپنے اصول کا پابند
ہمیشہ پست عمل فکر ہی رہی نہ بلند
ترا وجود تو کرتا رہا شکارِ گزند
''یہ مال و دولتِ دنیا ، یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم وگماں لا الـــــہ الا الـلـــــہ''

نظر جو آتی ہے تیرے وجود پر دھاری
نشہ اسی کا ہے سر پر دماغ پر طاری
ہے ذہن و دل پہ بھی قایم اسی کی سرداری
''خرد ہوئی ہے زمان و مکاں کی زنّاری
نہ ہے زماں، نہ مکاں لا الـــــہ الا الـلـــــہ''

گلوں کو غنچوں کو اس نغمے کی ہے لے جو پسند
اسی پہ شانِ خداوندی بھی رہی خرسند
فضاؤں میں رہی اس کی صدا ہمیشہ بلند
''یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الـــــہ الا الـلـــــہ''

خلوص اور عقیدت نہیں ہے سینوں میں
کہاں وہ جذب، عبادات کے قرینوں میں
تجلیاں نہیں ایمان کے نگینوں میں
''اگرچہ بُت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں لا الـــــہ الا الـلـــــہ''

○○○

تیرے وجود سے ہی تو ماہ و قمر میں آب و تاب
تو ہی دراصل وہ کتاب دونوں جہاں ہیں جس کے باب
تیرے جمال کا ہے عکس جو ہے نہاں پسِ حجاب
''لوح بھی تو قلم بھی تو، تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب''
تو نے دیا خلوص کو حسنِ شعور سے فروغ
ذہن و نگاہ کو ملا حق کے وفور سے فروغ
عالمِ عقل و ہوش میں تیرے ہی نور سے فروغ
''عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب''

تیرے کرم سے ہی عیاں میرے کمال کی نمود
تیری ہی خاکِ پا سے ہے ماضی و حال کی نمود
تیری نگاہِ لطف سے اوج و زوال کی نمود
’’شوکتِ سنجرو سلیم تیرے جلال کی نمود
فقرِ جنیدؒ و بایزیدؒ تیرا جمالِ بے نقاب‘‘
تیرا ہی تذکرہ رہے سب کے لبوں پہ صبح شام
جاری رہے یہ سلسلہ سارے جہان میں مدام
آئے گا کام حشر میں تیرا ہی عشق و احترام
’’شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب،میرا سجود بھی حجاب‘‘
کفر کی ظلمتوں میں بھی شمعِ وفا جلا گئے
سینے سے بدگماں کی بھی تیرگی مٹا گئے
آنکھوں کی راہ نورِ حق دل میں مرے سما گئے
’’تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب‘‘

○○○

میں جہاں پہ تھا وہیں ہوں نہ شہید ہوں نہ غازی
نہ کسی کی لن ترانی نہ کوئی سخن طرازی
کہے کیا وہ اپنی حالت کہ جو ہارا جیتی بازی
''وہی میری کم نصیبی وہی تیری بے نیازی
مرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی''
نہ زمیں مری زمیں ہے نہ یہ میرا آسماں ہے
نہ تو بحرو بر ہیں میرے نہ مرا کوئی جہاں ہے
تو ہی ہر جگہ نہاں ہے تو ہی ہر جگہ عیاں ہے
''میں کہاں ہوں تو کہاں ہے یہ مکاں کہ لامکاں ہے
یہ جہاں مرا جہاں ہے کہ تری کرشمہ سازی''
کبھی دن ہوا اندھیرا کبھی روشنی کی راتیں
کبھی عقل کا سویرا کبھی بے خودی کی راتیں
کبھی دن ہے شور وغل کا کبھی سادگی کی راتیں
''اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومؔی کبھی پیچ و تابِ رازؔی''

ہے اسیر مال و زر وہ جو تھا خار میں خسوں میں
جسے آج تک نہ دیکھا کسی نے بھی بے بسوں میں
ہوا دور جب یقیں گھرا آج وسوسوں میں
''وہ فریب خوردہ شاہیں کہ پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی''

ہے شعورِ فکر و فن کیا، نہیں کرتا غور اگر میں
مجھے زیب دیتا دعوا کہ ہوں صاحبِ نظر میں
جو ہو بات دل سے نکلی لیا کرتا ہوں اثر میں
''نہ زباں کوئی غزل کی نہ زباں سے باخبر میں
کوئی دل کشا صدا ہو عجمی ہو یا کہ تازی''

جو ہوئی دماغ سوزی تو یہ راز تم نے جانا
کہاں دونوں کے عمل میں کوئی فرق میں نے دیکھا
وہ نظر سے ہے تونگر یہ سپاہ سے ہے راجا
''نہیں فقر و سلطنت میں کوئی امتیاز ایسا
یہ سپہ کی تیغ بازی، وہ نگہ کی تیغ بازی''

تو ہے اتنا سست رو کیوں یہ سوال تھا قدم سے
وہی راستے سے لوٹا جو ڈرا غبارِ غم سے
نہیں تھک کے بیٹھا رَہرو کبھی راہ کے ستم سے
''کوئی کارواں سے ٹوٹا کوئی بدگماں حرم سے
کہ امیرِ کارواں میں نہیں خوئے دل نوازی''

○○○

یہ دعائیں خالی اثر سے ہیں جو کمی ہیں دل کے گداز میں
کوئی سوز غم ہے نواؤں میں نہ نشانِ درد ہی ساز میں
نہ خیال قبلہ کی سمت کا نہ کشش ہے جائے نماز میں
''کبھی اے حقیقت منتظر نظر آ لباس مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں میری جبینِ نیاز میں''
ہے فریب میں دل مبتلا زہے شوق حسنِ خدا نما
تھا یقین ہی کی تجلیوں سے چمک رہا ترا قمقما
جو کہے تو ساغرِ جم بھی ہے نہ کہے تو حاصلِ مدّعا
''تو بچا بچا کے نہ رکھ اِسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئینہ ساز میں''

جو دہن ملا تو زباں ملی، جو حرم ملا تو اذاں ملی
کبھی سوزِ زخمِ عیاں ملا کبھی لذتِ تہِ جاں ملی
ترے حسن جملہ شکار سے مجھے تابِ شوقِ جواں ملی
''نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
مرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفوِ بندہ نواز میں''

نہ تو لفظوں پر ہی گرفت ہے نہ تو قابو میں ہے مری زباں
مرے اشک جس سے رواں ہوئے میں کسے سناؤں وہ داستاں
مری زندگی کی تباہیاں نہیں بے سبب ہیں سنو میاں!
''نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں''

اُسے فکر عقبیٰ ہو کیا بھلا جو ہو بندۂ ہوس و ہوا
طلبِ جہاں میں جو گم ہوا نہ وہ خود کا ہے نہ کسی اور کا
نئے دور کی ہے یہ بندگی، کوئی رنگ لائے گی کیا دعا
''جو میں سر بہ سجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں''

OOO

راہ نہ روک اے صنم شام و سحر پکار کر
ٹوٹ نہ جائے حوصلہ بیٹھ نہ جاؤں ہار کر
راہِ وفا میں اس قدر مجھ کو نہ بے قرار کر
”گیسوئے تاب دار کو اور بھی تاب دار کر
ہوش و خرد شکار کر، قلب و نظر شکار کر“

دن بھی تو ہے ستم زدہ رات بھی ہے عذاب میں
صبح بھی بے قرار ہے شام بھی اضطراب میں
تجھ کو ہی دیکھتا رہوں سوؤں جو میں تو خواب میں
”عشق بھی ہو حجاب میں حُسن بھی ہو حجاب میں
یا تو خود آشکار ہو یا مجھے آشکار کر“

میری زبان لال ہے کیسے کروں میں گفتگو
دیکھوں جدھر تو بس یہی دل کی ہے میرے آرزو
تیرا ہی نور ہر طرف تیرا ہی جلوہ چار سو
”تو ہے محیطِ بے کراں، میں ہوں ذرا سی آب جو
یا مجھے ہم کنار کر یا مجھے بے کنار کر“

کس کو بتاؤں حالِ دل دیکھ تو میری آرزو
قلبِ حزیں لیے ہوئے تجھ کو ہی ڈھونڈوں چارسو
بندۂ عاصی میں ترا اور ہے کارساز تو
''میں ہوں صدف تو تیرے ہاتھ میرے گہر کی آبرو
میں ہوں خزف تو تو مجھے گوہرِ شاہوار کر''

نالۂ سوگوار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
سازِ وفا کا تار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
موسمِ سازگار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
''نغمۂ نَو بہار اگر میرے نصیب میں نہ ہو
اس دمِ نیم سوز کو طائرکِ بہار کر''

شب کا اثر دیا تھا کیوں رنگِ سحر دیا تھا کیوں
قلبِ حزیں دیا تھا کیوں اُڑنے کو پر دیا تھا کیوں
کرنا ہی تھا جو بے مکاں رہنے کو گھر دیا تھا کیوں
''باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر''

اپنے عمل کا کیا کہوں فیصلہ تیرا ہے اٹل
تیری حمایتوں سے ہے عاری مرا ہر اک عمل
اس پہ بھی میری مشکلوں کا ہو وہاں تو کوئی حل
''روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفترِ عمل
آپ بھی شرم سار ہو، مجھ کو بھی شرم سار کر''

○○○

بوجھ سر پر تیری یادوں کا اٹھانا یاد ہے
دردِ دل اپنے ہی ہاتھوں سے دبانا یاد ہے
گوہرِ نایاب فرقت میں لٹانا یاد ہے
''چپکے چپکے رات دن آنسو بہانا یاد ہے
ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے''
تجھ سے ملنے کے لیے در پر ترے آنا مرا
ہنس کے تیری زلفِ پیچیدہ کو سلجھانا مرا
قلبِ مضطر کو ترے پاس آ کے بہلانا مرا
''تجھ سے ملتے ہی وہ کچھ بے باک ہو جانا مرا
اور ترا دانتوں میں وہ انگلی دبا نا یاد ہے''
گوشۂ تنہائی میں جذبوں کا رونا دفعتاً
آنسوؤں سے چہرۂ احساس دھونا دفعتاً
بے قرار اس دل کا بہرِ دید ہونا دفعتاً
''کھینچ لینا وہ مرا پردے کا کونا دفعتاً
اور دوپٹے سے ترا وہ منھ چھپانا یاد ہے''

اس ادا پر پیڑ کے پتّے ہلے تھے جس جگہ
پیار کے دو پھول ہنس ہنس کے کھلے تھے جس جگہ
ہونٹ احساسِ تمنا کے سلے تھے جس جگہ
''چوری چوری ہم سے تم آ کر ملے تھے جس جگہ
مدّتیں گزریں پر اب تک وہ ٹھکانہ یاد ہے''
پیار کا اپنے یقیں اس کو دلانے کے لیے
بھولی بسری سوئی یادوں کو جگانے کے لیے
میری آنکھوں کی ندی میں ڈوب جانے کے لیے
''دوپہر کی دھوپ میں میرے بلانے کے لیے
وہ ترا کوٹھے پہ ننگے پانو آنا یاد ہے''
کھیلنا نغماتِ قربت کا وفا کے ساز سے
پیار کے ماحول کا ٹکرانا اِس آواز سے
امجدی کا آشنا ہو جانا اک اک راز سے
''دیکھنا مجھ کو جو برگشتہ تو سو سو ناز سے
جب منا لینا تو پھر خود روٹھ جانا یاد ہے''

○○○

زلفِ خم دار کا ہے عیب نہ تو شانے کا
مسئلہ ہے مگر اپنے کا نہ بیگانے کا
کوئی بھی ایسا طریقہ نہیں سلجھانے کا
''اک معمّہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کا ہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا''

تو سمجھ اس کو نہ تقدیر کی ہیرا پھیری
سب کے دل کو کبھی حاصل نہیں ہوتی سیری
کیوں نہ جاگیر بنیں خوبیاں ساری تیری
''حُسن ہے ذات مری، عشق صفت ہے میری
ہوں تو میں شمع مگر بھیس ہے پروانے کا''

ساز ہوں چُپ کبھی رہتا ہوں کبھی بجتا ہوں
باغ ہوں باغ اجڑتا ہوں کبھی بستا ہوں
میں ہوں بنجارہ جہاں شب ہو وہاں رہتا ہوں
''مختصر قصّۂ غم یہ ہے کہ دل رکھتا ہوں
رازِ کونین خلاصہ ہے اِس افسانے کا''

یاس کے حجرے کی تنہائیوں میں پاکے مجھے
حوصلہ دے کے ہر اک طور سے سمجھاکے مجھے
ایک اک الجھا ہوا مسئلہ سلجھا کے مجھے
''زندگی بھی تو پشیماں ہے یہاں لا کے مجھے
ڈھونڈتی ہے کوئی حیلہ مرے مر جانے کا''

یہ نہ تھا اتری تھیں ہاتھوں میں لہو کی بوندیں
ڈھل نہیں پائی تھیں سانسوں میں لہو کی بوندیں
آنہیں سکتی تھیں بانہوں میں لہو کی بوندیں
''دل سے پہنچی تو ہیں آنکھوں میں لہو کی بوندیں
سلسلہ شیشہ سے ملتا تو ہے پیمانے کا''

سُن سکیں میری نہ فریاد صنم کی گلیاں
اپنی امیدوں کے خاموش بھرم کی گلیاں
صاحبِ جور و ستم اہلِ کرم کی گلیاں
''ہم نے چھانی ہیں بہت دیرو حرم کی گلیاں
کہیں پایا نہ ٹھکانہ ترے دیوانے کا''

یہ بتا چلتی رہی کس کی سدا سلطانی
عمر بھر راس کسے آئی ہے تن آسانی
امجدؔی ناز نہ کر یہ ہے بڑی نادانی
''ہر نفس عمرِ گزشتہ کی ہے میّت فانؔی
زندگی نام ہے مَر مَر کے جیے جانے کا''

OOO

کیوں سمجھتا ہے کوئی انسان دیوانہ مجھے
مشورہ دینے لگا کیوں کوئی فرزانہ مجھے
دینے والے نے دیا ہے ظرفِ رندانہ مجھے
''جان کر من جملۂ خاصانِ مے خانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے''
میرے خوابِ شوق کو تعبیر کا محور دیا
میری آنکھوں کو نشاط و کیف کا منظر دیا
شاعرِ حسّاس کو جذباتِ دل سے بھر دیا
''ننگ مے خانہ تھا میں ساقی نے یہ کیا کردیا
پینے والے کہہ اٹھے یا پیرِ مے خانہ مجھے''

پیار کا انداز ، دولت کی تمنّا ہے نہ چاہ
درد ، الجھن ، بے بسی، لمبا سفر، رہبر نہ راہ
میں تو پھولوں کی طرح کانٹوں سے کرتا ہوں نباہ
’’سبزہ و گل ، موجِ دریا ، انجم و خورشید و ماہ
اک تعلق سب سے ہے لیکن رقیبانہ مجھے‘‘

التفاتؔ اس طرح ہے محبوس غم کے درمیاں
بھاگتا ہے دور مثلِ سایہ اپنا رازداں
سامنے آنے سے کتراتا ہے میرا پاسباں
’’زندگی میں آ گیا جب کوئی وقتِ امتحاں
اس نے دیکھا ہے جگرؔ بے اختیارانہ مجھے‘‘

ooo

سلام اے حاملِ قرآں، سلام اے نورِ ربّانی
سلام اے آسمانِ عزم کے مہتابِ تابانی
سلام اے شافعِ محشر، سلام اے دین کے بانی
''سلام اے آمنہ کے لال اے محبوبِ سبحانی
سلام اے فخرِ موجودات فخرِ نوعِ انسانی''

صدا توحید کی ہر سَمت گونجی دارِ ہستی میں
چمک ایمان کی پیدا ہوئی افکارِ ہستی میں
صداقت کی چلی تازہ ہوا بازارِ ہستی میں
''تیرے آنے سے رونق آگئی گل زارِ ہستی میں
شریکِ حالِ قسمت ہوگیا پھر فضلِ ربّانی''

تری آواز، تیراساز، تیری دُھن، ترا نغمہ
تری زلفیں، ترے ابرو، ترے شانے، ترا چہرا
زمیں سے تا فلک چاروں طرف پھیلا ترا شہرہ
''تری صورت، تری سیرت، ترانقشہ، ترا جلوہ
تبسّم، گفتگو، بندہ نوازی، خندہ پیشانی''

مسیحاے زماں میرا بھی غم کافور ہو جائے
پریشانی جو لاحق ہے مجھے وہ دور ہو جائے
مرا سینہ ترے جلووں سے کوہِ طور ہو جائے
’’زمیں کا گوشہ گوشہ نور سے معمور ہو جائے
ترے پرتو سے مل جاے ہر اک ذرّے کو تابانی‘‘
نگاہوں میں ہمیشہ گنبد خضرا کا منظر ہو
مری آنکھیں بھی ہوں روشن مرا دل بھی منّور ہو
کسی دن میری قسمت کو بھی وہ لمحہ میّسر ہو
’’ترا در ہو، مرا سر ہو، مرا دل ہو، ترا گھر ہو
تمّنا مختصر سی ہے مگر تمہید طولانی‘‘
مرے آقا مری خاطر بھی کُھل جائے درِ راحت
بُلا کر اس کے دامن میں بھی بھر دیں دولتِ رحمت
یہی تو التفاتِ امجدی کے دل کی ہے چاہت
’’حفیظِ بے نوا بھی ہے گداے کوچۂ الفت
عقیدت کی جبیں تیری مروّت سے ہے نورانی‘‘

○○○

ہر ایک غنچہ یہاں مثل بادہ خوار چلے
خزاں بھی آئنے میں چہرے کو سنوار چلے
نشاط و کیف کا جام آج بار بار چلے
’’گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آو کہ گلشن کا کاروبار چلے‘‘
ہوا سے کچھ تو کہو تم گھٹا سے کچھ تو کہو
ستارو چرخ کہن کی فضا سے کچھ تو کہو
دعا تو راہ نکالے دعا سے کچھ تو کہو
’’قفس اداس ہے یارو صبا سے کچھ تو کہو
کہیں تو بہرِ خدا آج ذکرِ یار چلے‘‘

نصیب والا نہیں ہے وہ بد نصیب سہی
عجیب حال ہے اس کا چلو عجیب سہی
قریب رہنے تو دو مان لو رقیب سہی
''بڑا ہے درد کا رشتہ یہ دل غریب سہی
تمھارے نام پہ آئیں گے غم گسار چلے''
ہوئیں تو آج تری ساری مشکلیں آساں
ترے طریقِ تخاطب پہ کیوں نہ ہوں نازاں
چمک سے اُن کی جبیں تو تری ہوئی تاباں
''جو ہم پہ گزری سو گزری مگر شبِ ہجراں
ہمارے اشک تری عاقبت سنوار چلے''
تمام ڈھونڈا ملا مجھ کو رہنما ہی نہیں
سنائی دیتی بھی کیسے کوئی صدا ہی نہیں
اس التفاتؔ حزیں کا تھا ہم نوا ہی نہیں
''مقام، فیضؔ! کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوے یار سے نکلے تو سوے دار چلے''

OOO

اُس نے دھوپ کو سایہ سمجھا، پیڑ کا سایہ بھول گیا
آئینے میں جب اُس نے دیکھا اپنا چہرہ بھول گیا
تعبیروں کے پیچھے رہ کر سچّا سپنا بھول گیا
''نگری نگری پھرا مسافر گھر کا رستہ بھول گیا
کیا ہے تیرا، کیا ہے میرا، اپنا پرایا بھول گیا''
ہلکے ہلکے احساسوں پر فکر کی بھاری چوٹ لگی
پھولوں میں پتھر تھے پنہاں پیاری پیاری چوٹ لگی
کیوں نہ دل کی آنکھوں سے آنسو ہوں جاری چوٹ لگی
''یاد کے پھیر میں آ کر دل پر ایسی کاری چوٹ لگی
دُکھ میں سُکھ ہے، سُکھ میں دُکھ ہے بھید یہ نیارا بھول گیا

ہمدردوں کے نقلی چہروں کو اس نے پہچان لیا
اس کا رتبہ کچھ بھی نہیں ہے راہِ وفا میں مان لیا
جھوٹے صحراؤں کے ہر اک ذرّے کو بھی چھان لیا
''اپنی بیتی جگ بیتی ہے جب سے دل نے جان لیا
ہنستے ہنستے جیون بیتا رونا دھونا بھول گیا''

تیری یادوں کا سرمایہ یاد نہیں ہے کیسے لُٹا
جسمِ وفا تو ایک مکاں تھا دو حصّوں میں کیسے بٹا
دھندلی ہوئیں حسرت کی لکیریں جذبۂ دل کا قد بھی گھٹا
''ہنسی ہنسی میں کھیل کھیل میں بات کی بات میں رنگ مٹا
دل بھی ہوتے ہوتے آخر گھاؤ کا رِسنا بھول گیا''

کس نے تم کو خط میں لکھا تھا کہہ دو جو کچھ جی میں ہے
کون یہ کہنے تم سے گیا تھا کہہ دو جو کچھ جی میں ہے
امجدؔی سے کیا تم نے سنا تھا کہہ دو جو کچھ جی میں ہے
''کوئی کہے یہ کس نے کہا تھا کہہ دو جو کچھ جی میں ہے
میرا جی کہہ کر پچھتایا اور پھر کہنا بھول گیا''

○○○

کبھی صبح تک نہ پہنچے کبھی شام تک نہ پہنچے
وہ زمین سے اٹھ کے ہرگز کبھی بام تک نہ پہنچے
مجھے ڈر ہے دل سے چل کر مرے گام تک نہ پہنچے
''غمِ عاشقی سے کہہ دو رہِ عام تک نہ پہنچے
مجھے خوف ہے یہ تہمت مرے نام تک نہ پہنچے''

مری زندگی نے دیکھا، تو یہ دور سے صدا دی
کہ وہاں سے لوٹ آؤ ، مجھے راہ بھی دکھا دی
مگر اس کی بات میں نے دل و ذہن سے بھلا دی
''میں نظر سے پی رہا تھا تو یہ دل نے بدعا دی
ترا ہاتھ زندگی بھر کسی جام تک نہ پہنچے''

یہ سہانی رُت مبارک، یہ حسیں فضا مبارک
سکوں جس سے مل رہا ہے وہ نئی ادا مبارک
ہے عطا مقام تجھ کو جو وقار کا مبارک
''یہ ادائے بے نیازی تجھے بے وفا مبارک
مگر ایسی بے رُخی کیا کہ سلام تک نہ پہنچے

سرِ بزم جو تھی روشن وہی شمع کیوں بجھادی
بھلا کس خطا کی تو نے یہ اجالوں کو سزادی
جو تھی راہ دید آساں وہی یوں کٹھن بنادی
''جو نقاب رُخ اٹھادی، تو یہ قید بھی لگادی
اٹھے ہر نگاہ لیکن کوئی بام تک نہ پہنچے''

وہی ہے صدائے حسرت وہی ہے بیانِ ہستی
وہی حاصل تکلّم وہی ہے زبانِ ہستی
وہی امجدؔی کا دل ہے وہی پاسبانِ ہستی
''وہی اک خموش نغمہ ہے شکیلؔ جانِ ہستی
جو زبان پر نہ آئے جو کلام تک نہ پہنچے''

○○○

ان کی گلی میں کون ہے ہشیار کی طرح
ہم چپ کھڑے ہیں نقش بہ دیوار کی طرح
شرمندہ اپنے آپ نگوں سار کی طرح
''ہم ہیں متاع کوچہ و بازار کی طرح
اُٹھتی ہے ہر نگاہ خریدار کی طرح''
دریاے اعتبار کے ساحل کے آس پاس
خاموشیِ خلوص کی منزل کے آس پاس
رنگینیِ خیال کی محفل کے آس پاس
''وہ تو کہیں ہے اور مگر دل کے آس پاس
پھرتی ہے کوئی شے نگہِ یار کی طرح''

بکھری ہوئی ہے پھر بھی نظر آتی ہے حسیں
اس درجہ انتشار میں بھی ہے وہ دل نشیں
جھکتی نہیں ہے عظمتِ تہذیب کی جبیں
''سیدھی ہے راہِ شوق پہ یوں ہی کہیں کہیں
خم ہو گئی ہے گیسوے دل دار کی طرح''

اپنے کیے پہ آج ستمگر ہے سرنگوں
مدّت کے بعد جاگا ہے جذبات کا فسوں
کہتی ہوئی یہ دل سے گئی حالتِ زبوں
''اب جاکے کچھ کُھلا ہنرِ ناخنِ جنوں
زخمِ جگر ہوے لب و رخسار کی طرح''

ان کا قلم ہمارا بھی کچھ کر کے جاے کام
حسرت انھیں بھی ہے کہ ملے یہ چھلکتا جام
آئے ہیں امجدؔی بھی بصد نازو احترام
''مجروؔح لکھ رہے ہیں وہ اہلِ وفا کا نام
ہم بھی کھڑے ہوے ہیں گنہگار کی طرح''

ooo

مخلوق پر ظاہر ہوا پوشیدہ تھا رتبہ ترا
جذبہ عقیدت کا دلوں میں اس طرح ابھرا ترا
چشم حقیقت بیں پہ ہے روشن مقام اعلا ترا
''کل چودھویں کی رات تھی شب بھر رہا چرچا ترا
کچھ نے کہا یہ چاند ہے کچھ نے کہا چہرا ترا''
سب کی نظر ہم پر رہی ہم کو سبھی دیکھا کیے
خاموشیوں کی زلف میں کچھ دیر تک الجھا کیے
اس والہانہ پن کو سب اک فلسفہ سمجھا کیے
''ہم بھی وہیں موجود تھے ہم سے بھی سب پوچھا کیے
ہم ہنس دیے ہم چپ رہے، منظور تھا پردا ترا''

آسان کیسے ہوں بھلا حُسنِ یقیں کی مشکلیں
عقل و خرد کی سرحدوں سے دور ہیں کچھ منزلیں
روزِ ازل ہی جو ہوئے وہ چاکِ دامن کیا سلیں
''اس شہر میں کس سے ملیں ہم سے تو چھوٹیں محفلیں
ہر شخص تیرا نام لے ہر شخص دیوانا ترا''

مجبور ہوں میں کیا کروں دیکھوں کسے جاؤں کدھر
میرے قدم ڈھونڈیں جسے وہ تو ہے بس تیری ڈگر
چھوڑا ہے میں نے فیصلہ قسمت کا تیرے نام پر
''کوچے کو تیرے چھوڑ کر جوگی ہی بن جائیں اگر
جنگل ترے پربت ترے بستی تری صحرا ترا''

تیرا ہے رُخ، زلفیں تری، تیرے ہی ہیں زلفوں کے بل
تیری جبیں، عکسِ ضیا، انوارِ رحمت کا بدل
کہتا ہے خود یہ امجدؔی تو ہے جہاں کا ماحصل
''بے درد سنی ہو تو چل کہتا ہے کیا اچھّی غزل
عاشق ترا، رسوا ترا، شاعر ترا انشاؔ ترا''

ooo

آ کر یہاں اٹھالے کچھ لطف زندگی کا
کس پر کرم نہیں ہے فیضانِ آگہی کا
کچھ انتظام کرلے سینے میں روشنی کا
''داغ گنہ کو دھولے جی چاہے جس کسی کا
بحرِ کرم ہے جاری شیخِ ردولویؒ کا''

اس آستانِ حق کا قائل ہے اک زمانہ
ہیں بے پناہ جتنے ان کا ہے یہ ٹھکانہ
بس شرط ہے کریں وہ فریاد مخلصانہ
''حاجت روائے عالم ہے تیرا آستانہ
ناکام یاں سے پھرنا ممکن نہیں کسی کا''

تسکینِ جاں کی منزل بے شک مزار ان کا
ان کو نہ کیوں پکارے ہر بے قرار ان کا
اترے کسی کے سر سے کیسے خمار ان کا
''ہوتا ہے چشمِ دل کا سرمہ غبار ان کا
معلوم یہ پتا ہے سب کو تری گلی کا''

ہے آپ کی عنایت ہر پیر اور جواں پر
حق حق کی رٹ لگی ہے ہر پل مری زباں پر
چشمِ کرم خدارا ہو امجدؔی کی جاں پر
''شاہا وحیدؔ عاصی حاضر ہے آستاں پر
اس پر بھی ہو عنایت اب واسطہ نبی کا''

ooo

دعا

پیاری بیٹی!
عرشیہ امجدی عرف ’رباعی‘
کے لیے

سب کی چاہت رہو ہزار برس
جانِ راحت رہو ہزار برس
بن کے عشرت رہو ہزار برس
’’تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار‘‘

○○○

حرفِ آخر

دگر ز منزلِ جاناں سفر مکن درویش
کہ سیرِ معنوی و کنج خانقاہت بس

سرمستیوں کا عالم، ہر سمت آہے واہے
کوئی بتوں کو پوجے ، کوئی خدا کو چاہے
دل جس پہ آگیا ہو حق ہے اسے نباہے

''ہر قوم راست راہے، دینے و قبلہ گاہے
من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے''

Saroshe-Ghaib (Urdu Poetry-Tazmeen)
by Dr. Iltefat Amjadi

arshia publications
A for Arshia Publications
arshiapublicationspvt@gmail.com
ISBN 93-89455-53-7
9789389455533
+91 9971-77-5969
www.arshiapublications.com
arshiapublicationspvt@gmail.com